REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

REGD. NO. P. 67.

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد — ۲۱

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

شمارہ — ۴۴

شرحِ چندہ

| | |
|---|---|
| سالانہ | ۱۰ روپے |
| ششماہی | ۵ روپے |
| ممالکِ غیر | ۲۰ روپے |
| فی پرچہ | ۲۵ پیسے |

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۲۴ رمضان ۱۳۹۲ ہجری ۔ ۲ نبوت ۱۳۵۱ ہش ۔ ۲ نومبر ۱۹۷۲ء


## اخبارِ احمدیہ

قادیان ۳۱ اخاء (اکتوبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق لنڈن سے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب اپنے امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے آمین۔

قادیان ۳۱ اخاء۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للّٰہ۔

☆ — رمضان شریف کا آخری عشرہ شروع ہے مقامی طور پر ہر دو مرکزی مساجد میں ۲۶ احباب اور خواتین کو اعتکاف کرنے کی سعادت حاصل ہوئی (مفصل فہرست اندر ملاحظہ ہو) ہر دو مساجد میں درس الحدیث اور نماز ظہر تا عصر درس القرآن کا سلسلہ جاری ہے۔ مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر کے بعد مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری دوسری بار درس دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رمضان شریف اور کلام اللہ کی برکات سے سب کو وافر حصہ عطا فرمائے آمین۔

---

# جماعتِ احمدیہ کے مذہبی جذبات کے پیشِ نظر

# آئندہ جماعتِ احمدیہ کو قادیان سے نہ نکالا جائے

# حکومت کا فیصلہ

از محترم جناب ناظر صاحب امورِ عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان

جیسا کہ احبابِ جماعت کو علم ہے گزشتہ دسمبر ۱۹۷۱ء میں ہند پاکستان جنگ کے دوران قادیان میں جماعتِ احمدیہ کے مقدس اور متبرک مقامات سے احمدی آبادی کو باہر کیمپ میں منتقل کرنے کی حکومت کے بعض افسران کی سکیم تھی۔ چنانچہ مرکز اور بیرونی جماعتوں اور بیرونی مشنوں کی طرف سے مرکزی اور صوبائی حکومت کو توجہ دلانے پر بفضلہ تعالیٰ یہ سکیم روک دی گئی تھی۔ اس سال ماہ فروری میں ہماری طرف سے وزیر اعظم ہند کو میمورنڈم بھجواتے ہوئے اس امر کی یقین دہانی کروانے کے لئے درخواست کی گئی کہ آئندہ کبھی ملک میں ویسی صورتِ حالات پیدا ہونے پر دنیا بھر کے احمدیوں کے مذہبی جذبات کا احترام کرتے ہوئے ان کے دل و جان سے عزیز متبرک اور مقدس مقامات میں مقیم احمدی آبادی کو کسی دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ آٹھ نو ماہ کی خط و کتابت کے بعد ہوم سیکرٹری صاحب گورنمنٹ پنجاب نے اپنی چٹھی نمبر 11737-2H-72/23100 مورخہ ۲۱/۱۰ میں آئندہ جماعت احمدیہ کے مذہبی جذبات کا احترام کرتے ہوئے ہمارے مقدس ایریا سے احمدی آبادی کے انخلاء کی سکیم کو ختم کرنے کے بارے میں حکومت کے فیصلہ کی جو اطلاع دی ہے۔ احبابِ جماعت کی آگاہی و تسلی کے لئے اس کی نقل اور ترجمہ یہاں درج کیا جا رہا ہے۔ ہم حکومت کی اس مہربانی کے لئے شکر گزار ہیں۔

احباب دعا فرمائیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے شعائر اللہ کی آبادی اور حفاظت کے سامان ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم و دائم رکھے۔

آمین یا ارحم الراحمین

No. 11737-2H-72/23100

From

The Home Secretary to Govt. Punjab

To

The Deputy Nazir Umoor Amma,
Ahmadiyya Community Qadian,
(Distt. Gurdaspur)

Dated Chandigarh, the 21 Oct. 1972

Subject :—Representation of the Ahmadiyya Community dated the 10th Feb., 1972 addressed to the Prime Minister.

Sir,

With reference to your letter No. F. 16-72 (s)-348 dated the 3rd October, 1972, on the subject cited above, I have been directed to say that keeping in view the religious sentiments of your community, it has been decided not to evacuate the Ahmadiyya Community from Qadian in future.

Sd/-
Deputy Secretary Home I,
for Home Secretary to Govt. Punjab.
18-10-72

## ترجمہ :-

نمبر 11737-2H-72/23100

از ہوم سیکرٹری صاحب گورنمنٹ پنجاب

بخدمت نائب ناظر صاحب امورِ عامہ جماعت احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور۔

چنڈی گڑھ مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۷۲ء۔

مضمون :— وزیر اعظم کے نام جماعتِ احمدیہ کی طرف سے یادداشت مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۷۲ء

---

جنابِ عالی!

مذکورہ بالا موضوع پر آپ کی چٹھی نمبر F. 16-72(S)-348 مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۷۲ء کے حوالہ سے مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ آپ کو اطلاع دوں کہ آپ کی جماعت کے مذہبی جذبات کے پیشِ نظر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ آئندہ جماعت کو قادیان سے نہ نکالا جائے۔

ڈپٹی سیکرٹری ہوم I
برائے ہوم سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب
۱۸-۱۰-۷۲

## جلسہ سالانہ قادیان

بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۵۱ ہش مطابق ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۷۲ء منعقد ہوگا۔ احباب کثرت سے شمولیت اختیار کریں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)


ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲ نبوت ۱۳۵۱ ہش!

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے نظیر معجزات

آنحضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی جس قدر ارفع شان ہے اسی قدر بے نظیر معجزات بھی آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطاء کئے گئے۔ یہ معجزات کمیت وکیفیت کے اعتبار سے ان تمام معجزات سے بڑھ کر ہیں جو آپ کے سوا کسی بھی نبی کو کسی بھی زمانہ میں دیئے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور آپ کے مبارک زمانہ کا بغور مطالعہ کرنے والا ہر شخص اس حقیقت سے واقف اور آگاہ ہے۔ بایں ہمہ ایک زمانہ ایسا بھی گذرا ہے کہ مسیحی پادری محض وسوسہ اندازی سے اس حقیقت واضحہ پر پردہ ڈالتے ہوئے شور مچاتے رہے کہ گویا نبی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کو معجزات دیئے ہی نہیں گئے۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ خود علماء اسلام بھی ان سے اس قدر مرعوب تھے کہ ان کے اس سفید جھوٹ کا پول کھولنے کی بجائے بسا اوقات معذرت خواہی سے کام لیتے رہے نتیجۃً پادریوں کو اور شہ ملتی تا آنکہ اللہ تعالےٰ نے اسلام کی اس ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر کاسر الصلیب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حامیٔ دینِ متین بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ نے نہ صرف یہ کہ معجزات النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پادریوں کی غلط بیانیوں اور وسوسہ اندازیوں کے پول کھولے۔ بلکہ ان سب کو اپنے مقابلہ میں آنے کے لئے للکارا۔ مگر کوئی بھی مردِ میدان بن کر مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ کرسکا۔ اسی کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مشہور کتاب تحفہ گولڑویہ (مطبوعہ ۱۹۰۲ء) میں تحریر فرمایا:-

"مجھے خدا نے اپنی طرف سے قوت دی ہے کہ میرے مقابل پر مباحثہ کے وقت کوئی پادری ٹھہر نہیں سکتا۔ اور میرا رعب عیسائی علماء پر خدا نے ایسا ڈال دیا ہے کہ ان کو طاقت نہیں رہی کہ میرے مقابلہ پر آسکیں۔ چونکہ خدا نے مجھے رُوح القدس سے تائید بخشی ہے اور اپنا فرشتہ میرے ساتھ کیا ہے۔ اس لئے کوئی پادری میرے مقابل پر آ ہی نہیں سکتا۔ یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ کوئی پیشگوئی ظہور میں نہیں آئی۔ اور اب بلائے جاتے ہیں پر نہیں آتے۔ اس کا یہی سبب ہے کہ ان کے دلوں میں خدا نے ڈال دیا ہے کہ اس شخص کے مقابل پر ہمیں بجز شکست کے اور کچھ نہیں۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۰)

اُس زمانہ میں پادریوں کی وسوسہ اندازی اور علمائے اسلام کی معذرت خواہی کی واضح مثال اُس پرانے مضمون سے ملتی ہے جو اس وقت کے ناواقف مسلمانوں کو دینِ اسلام سے ورغلانے اور سچے دین سے برگشتہ کرنے کی غرض سے مسیحی رسالہ "ہما" لکھنؤ میں قسط وار شائع کیا جارہا ہے۔ اور خاص تکنیک کے تحت اسے "اسلامک سٹڈیز" کا نام بھی دیا جارہا ہے۔ پادری اکبر مسیح کے اس مضمون میں ایک ضمنی عنوان "آیا قرآن کی فصاحت قائم مقام معجزہ ہوسکتی ہے۔" کے تحت ایک طرف مضمون نگار کی اس وقت کی واضح وسوسہ اندازی ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:-

"جب ہم اپنی تحقیق اس سوال پر محدود کرتے ہیں کہ آیا آنحضرت نے کبھی معجزات کا دعویٰ کیا؟ تو ہم کو اس کا جواب نفی میں دینا پڑتا ہے۔" (رسالہ ہما جولائی ستمبر ۱۹۷۲ء)

دوسری طرف اپنی اس وسوسہ اندازی کو سرسیّد احمد کے ایک حوالہ سے تقویت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"سرسیّد کے خیالات اس معاملہ میں غلط ہوں یا صحیح ان میں تناقض نہیں ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں اپنی رائے بتا چکے ہیں کہ آپ نے نہ کوئی معجزہ کیا نہ کسی معجزہ کا دعویٰ کیا اور نہ آپ کو کسی معجزہ کی حاجت تھی۔ کیونکہ آپ کی تبلیغ قرین عقل سلیم کی گواہی قبولِ حق کے لئے کافی تھی۔ بلکہ آپ بے محابا پکار چکے کہ

ہم کو اور اسلام کو تو فخر اس بات پر ہے کہ ہمارے رسول برحق پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلعم نے صاف صاف کہہ دیا کہ میرے پاس تو کوئی معجزہ وعجزہ نہیں ...... نہ لکڑی کو سانپ کر دکھایا۔ نہ اپنے دست مبارک کو چمکایا نہ سچی بات پر پردہ ڈالا سورت اعراف ۱۵۹)۔" (رسالہ ہما ایضاً)

یہ ہے واضح نمونہ ایک طرف مسیحی وسوسہ اندازی کا اور دوسری طرف مسلم عالم کی معذرت خواہی کا۔ درانحالیکہ جس طرح اعتراض ہی اصلاً بے بنیاد ہے۔ اس پر جس طور سے معذرت خواہی کی گئی ہے وہ اس سے بھی زیادہ غلط اور قرآن کریم کے اپنے بیان کے منافی ہے۔ جس صورت میں کہ سارا قرآن کریم ہی حدِ اعجاز کو پہنچا ہوا ہے۔ اور اس کا ایک ایک لفظ معجزہ ہے اور قرآن کریم کی عبارت کا ایک ایک فقرہ "آیت" کہلاتا ہے۔ جس کے معنے ہی معجزہ کے ہیں۔ پھر سرسیّد کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزات دیئے جانے سے انکار کرنا خود ان کی قرآن کریم سے ناواقفی اور کامل سوجھ بوجھ نہ ہونے کی دلیل ہے۔ اس قسم کے تمام مواقع پر مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اخبار وکیل امرتسر کے قول کے مطابق "ایک فتح نصیب جرنیل کی طرح" مخالفینِ اسلام کو للکارا۔ اور اسلام پر کئے جارہے جملہ اعتراضات کے معقول۔ مدلل اور دنداں شکن جواب دیئے۔ اور ہر اعتراض کرنے والے کو اس کے گھر تک پہنچا کے چھوڑا۔

جہاں تک حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا تعلق ہے حضور علیہ السلام نے اس بات کی پُر زور تردید کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معجزات نہیں ملے۔ اس کے برعکس آپ نے اپنے آقا ومطاع صلے اللہ علیہ وسلم کو جناب الٰہی سے عطا کردہ بے شمار نہایت درجہ عظیم القدر معجزات کا اپنی کتب وتحریرات میں بڑے ہی زوردار الفاظ میں تذکرہ فرمایا۔ بطور نمونہ آپ کی ضخیم اور شہرۂ آفاق کتاب "آئینہ کمالاتِ اسلام" میں اس کا تفصیلی بیان ص۶۵ تا ص۶۸ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ جہاں حضورؑ نے واضح کیا ہے کہ:-

"جنگِ بدر کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سنگریزوں کی مٹھی کفار پر چلائی وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی رُوحانی طاقت سے چلائی مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی۔ اسی معجزہ کی طرف اللہ جلّ شانہ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے۔ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ۔ یعنی جب تو نے اس مٹھی کو پھینکا تو وہ تو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالےٰ نے پھینکا یعنی درپردہ الٰہی طاقت کام کر گئی۔ انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا۔ ایسا ہی دوسرا معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شق القمر ہے اسی الٰہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا کوئی دُعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی۔ کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارہ سے جو الٰہی طاقت سے بھری ہوئی تھی وقوع میں آگیا تھا۔ اور اسی قسم کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دُعا نہ تھی۔ کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا۔ اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزارہا بھوکوں پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا۔ اور بعض اوقات تھوڑے دودھ کو اپنے لبوں سے برکت دیکر ایک جماعت کا پیٹ اس سے بھر دیا۔ اور بعض اوقات شور آب کنوئیں میں اپنے مُنہ کا لعاب ڈال کر اس کو نہایت شیریں کر دیا۔ اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کو اچھا کر دیا۔ اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا۔ ایسا ہی اور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کئے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الٰہی مخلوط تھی۔"

اور فرمایا:-

"ہمارے ہادی ومقتدا صلّے اللہ علیہ وسلم نے یہ اقتداری خوارق نہ صرف آپ ہی دکھلائے بلکہ ان خوارق کا ایک لمبا سلسلہ روزِ قیامت تک اپنی امت میں چھوڑ دیا۔ جو ہمیشہ اور ہر زمانہ میں حسبِ ضرورتِ زمانہ ظہور میں آتا رہا ہے۔ اور اس دنیا کے آخری دنوں تک اسی طرح ظاہر ہوتا رہے گا۔ اور الٰہی طاقت کا پرتو جس قدر اس امت کی مقدس روحوں پر پڑا ہے اس کی نظیر دوسری امتوں میں ملنی مشکل ہے۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۶۵-۶۶)

ایسے اقتداری معجزات کے بیان کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم کا جو عظیم الشان اور بے نظیر معجزہ عطا فرمایا گیا اس کی نسبت حضورؑ نے فرمایا ؎

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے　　جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں　　پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

دیکھا آپ نے! سرسید کی معذرت خواہی کے مقابلہ میں مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ تے کس تحدّی کے ساتھ عصاء موسیٰ کے معجزہ سے کہیں بڑھ کر معجزۂ قرآنی کو پیش کرتے ہیں۔ جن کا ایک ایک لفظ بجائے خود مسیحا کا رنگ رکھتا ہے۔ اس کے مقابل پر موسیٰ کے سوٹے کا وقتی طور پر سانپ بن جانا نہایت درجہ فروتر ہے۔ اب کہاں ہیں اسلام کے نکتہ چین جو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گویا معجزات دیئے جانے کا جواب "نفی" میں ملتا ہے۔ ان کی آنکھ اگر ان واضح اور بیّن معجزات کو نہ دیکھ سکے تو دکھائے گئے معجزات پر تو چنداں حرف نہیں آیا۔ البتہ واضح حقیقت کا انکار کرنے والے کو اپنی بے بصیرتی کا علاج ضرور سوچ لینا چاہیئے۔ (باقی ص۱۰ پر)

خطبہ جمعہ

# قرآن کریم کی ایک برکت فرقان ہے جس سے ہم رمضان میں زیادہ حصہ لے سکتے ہیں

## فرقان کے معنی ہیں کامل اور مکمل ہدایت جو حق اور باطل کے درمیان نمایاں امتیاز پیدا کر دے

## لیلۃ القدر کے معنی در حقیقت زندگی کے ایک باب کے ختم ہونے کے ہیں جبکہ انسان کے سال بھر کے اعمال کے مطابق اس کی تقدیر کا فیصلہ کیا جاتا ہے

## جو شخص سال بھر سستی اور غفلت میں گزار دیتا ہے لیلۃ القدر کا فیصلہ اُس کے لئے خوشکن نہیں ہو سکتا

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۳ر فتح ۱۳۴۷ہش مطابق ۱۳ر دسمبر ۱۹۶۸ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنی کی تلاوت فرمائی:۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ۔

(البقرہ آیت ۱۸۶)

اس کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

### قرآن کریم کا رمضان کے مہینہ سے بڑا گہرا تعلق ہے

اور قرآن کریم کی اصولی برکات میں سے جو فرقان ہونے کی برکت ہے۔ اس سے بھی اگر تم چاہو اور مجاہدہ کرو تو رمضان کے مہینہ میں زیادہ حصہ لے سکتے ہو۔ فرقان کے معنی ہیں وہ چیز جو حق و باطل میں ایک امتیاز پیدا کر دے۔ قرآن کریم کے متعلق جب فرقان کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس کے یہ معنی لئے جاتے ہیں کہ یہ ایک کامل اور مکمل ہدایت ہے جو ہر غلط اعتقاد کی نشاندہی بھی کر رہی ہے۔ اور ہر صحیح اعتقاد کی طرف راہ نمائی بھی کر رہی ہے۔ اور اعتقادات کے لحاظ سے حق اور صداقت اور باطل کے درمیان ایک نمایاں امتیاز پیدا کر دیتی ہے اسی طرح یہ ایسی کامل شریعت ہے جو صدق اور کذب کے درمیان بڑے نمایاں طور پر ایک امتیاز پیدا کرتی ہے۔ ایک سمجھدار کو سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ دکھا دیتی ہے۔ اسی طرح جہاں تک اعمال کا تعلق ہے قرآنی تعلیم بتاتی ہے کہ کس قسم کے اعمال اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں صالح اور حمید ہیں۔ اور کس قسم کے اعمال اور کونسے اعمال خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہیں اور چونکہ یہ ایک کامل اور مکمل ہدایت نامہ ہے۔ اس لئے یہ کتاب بڑی تاثیروں کی مالک ہے۔

اس کتاب سے

### پہلے بھی شریعتیں نازل ہوتی رہی ہیں

لیکن اضافی طور پر قرآن کریم کے مقابلہ میں وہ ناقص تھیں۔ جب انسان اپنی رُوحانی اور اخلاقی ترقی میں انتہائی مدارج تک پہنچ گیا اور انسان کی بحیثیت انسان استعداد رُوحانی اس قابل ہو گئی کہ وہ کامل شریعت کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا سکے تو اس وقت قرآن کریم کا نزول ہوا۔ اور اس نے ہر قسم کے غلط اور صحیح۔ سچ اور جھوٹ۔ اعمال صالحہ اور ناپسندیدہ اعمال کے درمیان ایک فرق اور امتیاز پیدا کیا۔ پہلی کتب گو اپنے زمانہ کے لحاظ سے کامل کتابیں تھیں لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جو حق و باطل میں ہر قسم کا امتیاز پیدا کرنے والی ہو اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہم سے یہ وعدہ کیا ہے

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا۔

(انفال آیت ۲۸)

اگر تم اپنی راہ نمائی کے لئے قرآن کریم کو چنو گے اور پسند کرو گے اور اختیار کرو گے تو تمہیں بھی ایک امتیازی مقام دیا جائے گا۔ اور تمہیں اللہ تعالیٰ حق و باطل میں امتیاز کرنے کی توفیق دے گا اور قرآن کریم کی رُوحانی برکات کے طفیل تمہیں ایک نور عطا کیا جائے گا جو صحیح کو غلط سے اور ظلمات کو روشنی سے جدا کرتا چلا جائے گا۔ اور تمہاری راہ کو سیدھا اور آسان کر دے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

### اس روحانی تاثیر کے متعلق

بہت کچھ لکھا اور فرمایا ہے۔ لیکن میں نے اس وقت کے لئے ایک مختصر سا حوالہ لیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

”پھر چوتھا معجزہ قرآن شریف کا اس کے روحانی تاثیرات ہیں جو ہمیشہ اس میں محفوظ چلے آتے ہیں۔ یعنی یہ کہ اس کی پیروی کرنے والے قبولیت الٰہی کے مراتب کو پہنچتے ہیں۔ اور مکالمات الٰہیہ سے مشرف کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی دعاؤں کو سنتا اور انہیں محبت اور رحمت کی راہ سے جواب دیتا ہے۔ اور بعض اسرار غیبیہ پر نبیوں کی طرح ان کو مطلع فرماتا ہے اور اپنی تائید و نصرت کے نشانوں سے دوسرے مخلوقات سے انہیں ممتاز کرتا ہے۔ (یعنی ان کے لئے ایک فرقان بنا دیتا ہے) یہ بھی ایسا نشان ہے جو قیامت تک امت محمدیہ میں قائم رہے گا“

(ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات صفحہ ۲۲)

غرض اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرف متوجہ کیا کہ

### قرآن کریم میں بہت بڑی روحانی تاثیرات

پائی جاتی ہیں۔ اور تم اپنی زندگیوں کو قرآن کریم کی ہدایات کے مطابق ڈھالو اور ان احکام کے مطابق اپنی زندگی کے دن گزارو جو قرآن نے بتائے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں ایک طرف تو تمہاری عقل میں جلا پیدا ہو جائے گا۔ اور دوسری طرف جتنا جتنا تم تقویٰ حاصل کرو گے، جس قدر مقام قرب کو تم پا لوگے اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے رموز تم پر کھولے گا۔ اور تمہیں اپنا مقرب بنائے گا۔ وہ ایک امتیازی نشان تمہیں دے گا۔ یہ ممتاز مقام ایک مسلمان کی زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھتا ہے ایک مسلمان کی ہر حرکت اور سکون میں ہمیں ایک امتیاز نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ نے

### ہر حرکت اور سکون کے متعلق ہماری راہ نمائی

فرمائی ہے۔ مثلاً آپ نماز کے لئے آ رہے ہیں۔ نماز کھڑی ہو گئی ہے اور آپ نے خیال کیا ہے کہ پہلی رکعت آپ کو ملتی ہے یا نہیں۔ اور آپ دوڑنا چاہتے ہیں۔ اس وقت اسلام آپ کے کان میں یہ آواز دیتا ہے اَلْوَقَارَ اَلْوَقَارَ۔ تم اپنے وقار کا خیال رکھو۔ یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے جو میں نے دی ہے۔ ورنہ ہر حرکت جو ہم کرتے ہیں اس کے متعلق ہمیں ایک ہدایت دی گئی ہے اس کے متعلق ہمیں ایک نور عطا کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہمارا سکون ہے یعنی حرکت کا نہ ہونا۔ بعض دفعہ ہمیں حرکت نہیں کرنی ہوتی۔ مثلاً مراقبہ ہے۔ محاسبۂ نفس ہے۔ یہ گو ویسے بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ انسان خالی الذہن ہو کر اور ہر قسم کے خیالات سے بچ کر تنہائی کے مقام پر [illegible] سکون کی حالت میں ہوتا ہے۔ [illegible] اندر تو اپنی عاجزی اور خدا تعالیٰ کے غضب کے خوف کی وجہ سے اور اس کی محبت کے پا لینے کے [illegible] ایک طوفان بپا ہوتا ہے۔ [illegible] نقطۂ نگاہ سے ہم اسے سکون [illegible] کہہ سکتے ہیں۔ پھر انسان ہوتا ہے

## بولنے یعنی نطق کے متعلق

اسلام نے ہمیں اتنی ہدایتیں دی ہیں کہ پہلی شریعتیں تو شاید اس کے ہزارویں حصہ تک بھی نہیں پہنچیں۔ پھر ایک مسلمان جب خاموشی اختیار کرتا ہے یا جب اُسے خاموشی اختیار کرنی چاہیئے۔ اس وقت وہ ہوائے نفس کے نتیجہ میں خاموشی اختیار نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اس لئے خاموش رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ خاموش رہو۔ مثلاً قرآن کریم کا درس ہو رہا ہے۔ نماز ہو رہی ہے تو خدا کہتا ہے خاموش رہو۔ مجلس میں لوگ بیٹھے ہوئے ہوں اور ان میں سے ایک شخص بات کر رہا ہو تو اسلام کہتا ہے کہ دوسرے سب لوگ اس کی بات سُنیں۔ یہ نہیں کہ ساری عورتیں اکٹھی بولنے لگیں یا سارے مرد اکٹھے بولنے لگیں۔ غرض مرد اور عورت ہر دو کو یہ حکم ہے کہ دوسرے کی بات کو خاموشی سے سنو۔ ہر وقت بولنا۔ زیادہ بولنا۔ بے موقع بولنا۔ اور بلا وجہ بولنا اسلام پسند نہیں کرتا۔ اس نے ہزار قسم کی پابندیاں اس پر لگائی ہیں۔

پھر ہمارے اندر

## نفرت اور رغبت کا جذبہ

پایا جاتا ہے۔ یہ ایک طبعی چیز ہے لیکن اس چیز کو بھی اندھیروں میں بھٹکتا ہوا نہیں چھوڑ گیا بلکہ قرآن کریم نے ایک نور پیدا کیا اور کہا کہ کسی شے سے اس وجہ سے ان حالات میں اور اس حد تک تم نفرت کر سکتے ہو۔ پھر اس نے یہ کہا ہے کہ بدی سے نفرت کرو لیکن یہ نہیں کہا کہ تم بد سے نفرت کرو۔ یہ ایک بڑا باریک فرق اور باریک امتیاز ہے جو قرآن کریم نے پیدا کیا ہے۔ پھر رغبت ہے۔ ہمیں حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت دوستی اور اخوت کے تعلقات کو ہم نے قائم رکھنا ہے۔ پھر غصّہ ہے۔ غصّہ انسان میں پایا جاتا ہے اور یہ ایک طبعی امر ہے۔ بعض جگہ اس کا نکالنا ضروری ہے اور بعض جگہ اس کا دبانا ضروری ہے جس طرح ایک گھوڑے کو لگام دی جاتی ہے اور وہ لگام اس کے سوار کے ہاتھ میں جاتی ہے۔ اسی طرح غصّہ بھی انسان کے قابو میں ہونا چاہیئے اور اس کا اظہار صرف اس وقت ہونا چاہیئے۔ اس کا اظہار صرف اس رنگ میں ہونا چاہیئے۔ اس کا اظہار صرف اس حد تک ہونا چاہیئے جس کی اسلام نے اجازت دی ہے۔ اور جہاں اس نے کہا ہے کہ غصّہ کو روکو وہاں ہمیں کاظمین بن جانا چاہیئے۔ ہمیں غصّہ کو روکنا چاہیئے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے ایک نور یہاں بھی عطا کر دیا ہے۔ اور بتا دیا ہے کہ وہاں غصّہ کا اظہار کرنا ہے اور یہاں اظہار نہیں کرنا۔ اور یہ نور قرآن کریم کی ہدایت ہے۔ اس کی رُوحانی تاثیرات ہیں جو انسان کو عقل اور فراست عطا کرتی ہے۔

پھر غصّہ کے مقابلہ میں خوشنودی ہے یہ بھی ہزار پابندیوں کے اندر ہے۔ غرض ہمارے معاشرہ اور معیشت کے ہر پہلو کے متعلق اسلام نے ہمیں تعلیم دی ہے۔ اور ہر پہلو کے بعض حصّوں کو ہمارے لئے منوّر کر دیا ہے۔ تاکہ ہم انہیں اختیار کریں اور بعض پہلوؤں کو اس نے ظلمات میں چھوڑا ہے تا ہماری نظر کبھی ان پر نہ پڑے۔ اس نے ہمارے لئے ان پر اندھیرا کر دیا ہے اور یہ لازمی امر ہے کہ جو بات اندھیرے میں ہوگی وہ ہمیں نظر نہیں آئے گی۔ ہماری توجّہ اس کی طرف نہیں ہوگی۔ اسلامی تعلیم میں تربیت یافتہ ذہن اس چیز کی طرف متوجّہ ہی نہیں ہوتا۔ جو خدا اور اس کے رسول کو ناپسندیدہ ہو۔

پھر عزم و ہمت ہے بڑے بڑے ہمت والے دنیا میں پیدا ہوئے مگر ان کی ساری ہمتیں دنیا ہی میں صرف ہو گئیں۔ انہوں نے فساد بپا کیا۔ قتل و غارت کی راہوں کو اختیار کیا اور لعنتوں کا طوق اپنی گردن میں لئے اس دُنیا سے رخصت ہوئے۔ انسان نے ان کو بھلا دیا یا اگر اس نے یاد رکھا تو لعنت سے یاد رکھا۔ اس کے مقابلہ میں دین کے لئے بھی عزم اور ہمّت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کے مقامات کے حصول کے لئے عزم اور ہمّت کی ضرورت ہے۔ بنی نوع سے ہمدردی اور خیر خواہی کے لئے عزم اور ہمت کی ضرورت ہے۔ اسلام کی ہدایات پر صبر اور استقامت سے قائم رہنے کے لئے عزم اور ہمّت کی ضرورت ہے۔ غرض جہاں جہاں ایک مسلمان کے لئے عزم اور ہمّت کی ضرورت ہے قرآن کریم نے اس کی نشان دہی کر دی ہے۔ اور جس غلط قسم کے عزم اور ہمّت کے نتیجہ میں فساد پیدا ہوتا ہے اس سے اس نے ہمیں منع کر دیا ہے۔

## پھر توجّہ اور دُعا ہے

قرآن کریم نے اس کے متعلق بھی ہمیں بڑے لطیف پیرایہ میں ہدایات دی ہیں۔ لیکن لوگ ان ہدایتوں کو بھول جاتے ہیں۔ اگر کوئی بات جو انہیں پسند ہو اور جس کے لئے انہوں نے دُعا کی ہو وہ قبول نہ ہو یا کوئی چیز جو انہیں پسند ہو وہ انہیں نہ ملے تو ان کے دل میں شکوہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اُن بے شمار نعمتوں کو بھول جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی دُعا کے انہیں عطا کی ہیں۔ قرآنِ کریم کہتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن کر اپنی زندگیوں کو گزارو۔ دعا کے لئے بعض شرائط اس نے لگائی ہیں۔ اس کے بعض طریق اس نے بتائے ہیں دُعا کی حکمتیں اور فلسفہ اس نے ہمیں بتایا ہے۔ جہاں اس نے یہ نہایت حسین اور انمول چیز ہمارے ہاتھ میں دی ہے۔ وہاں اس نے ہمیں یہ بھی کہا ہے کہ خدا تعالیٰ خدا ہے۔ نعوذ باللہ وہ تمہارا غلام نہیں۔ جب وہ تمہاری بات مانتا ہے تو وہ تم پر احسان کرتا ہے۔ اور جب وہ اپنی بات منواتا ہے تب بھی وہ تم پر احسان کرتا ہے۔ کہ وہ کہتا ہے میں نے تمہارے ساتھ دوستوں کا سا سلوک کیا ہے۔ ورنہ کجا بندہ اور کجا خدا کا پیار اور دوستی۔ وہ اپنے نیک اور مقبول بندوں کو یہ نہیں کہتا کہ میں تمہاری بات اس لئے نہیں مانتا کہ میں تم سے دشمنی کرتا ہوں۔ بلکہ وہ انہیں تسلّی دینے کے لئے کہتا ہے کہ دُنیا کی دوستیوں میں بھی تو تم یہی دیکھتے ہو کہ کبھی دوست تمہاری بات مانتا ہے اور کبھی وہ اپنی بات منواتا ہے۔ اگر میں نے تم سے اپنی بات منوائی ہے تو تم یہ سمجھو کہ میں نے ایک دوست کا سا پیار تمہیں دیا۔ میں نے تم سے دوستانہ سلوک کیا ہے۔ یعنی میرا جو انکار ہے وہ بھی میری دشمنی اور غصّہ کی علامت نہیں۔ غرض یہ ایک ایسا لطیف اور وسیع مضمون ہے، ایک ایسا نُور جس نے دُعا اور توجّہ کی دُنیا کو منوّر کر دیا ہے، قرآن نے ہمیں دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تمہاری زندگی کے ہر پہلو کے متعلق ہم نے

## ایک ایسی تعلیم دی ہے جس کو فرقان کہا جا سکتا ہے

اگر تم اس تعلیم پر عمل کرو گے تو تم ان لوگوں میں شامل ہو جاؤ گے جو اپنے غیر سے امتیاز رکھتے ہیں۔ تمہاری ممتاز حیثیت ہوگی خدا کی نگاہ میں بھی اور انسان کی نگاہ میں بھی۔ اپنوں کی نگاہ میں بھی اور غیروں کی نگاہ میں بھی۔ تمہارا ظاہر اور باطن نور ہی نور ہو جائے گا۔ اور یہ نور ہی ہے جو تمہیں تمہارے غیر سے ممتاز کرے گا۔

نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ

(التحریم آیت ۹)

کے ایک معنے ہم یہ بھی کر سکتے ہیں کہ چونکہ اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملتا ہے اسلئے اس نور کی وجہ سے جو قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق زندگی گزارنے کے نتیجہ میں تم حاصل کرو گے ایک مسلسل ترقی کے دروازے تم پر کھلتے چلے جائیں گے اور یہ نور تمہارے اعمال نامہ میں بھی لکھا جائے گا۔ وہ نور بڑھتا جائے گا۔ تم دیکھو گے کہ ایک یہ نورانی کام کیا ہے۔ ایک یہ نورانی کام کیا ہے۔ ایک یہ نورانی کام کیا ہے۔ گویا ایک مثالی رنگ میں ہمیں بتایا ہے کہ نہ صرف تم اس دنیا میں اس نور کی اتباع کرتے ہوئے جو تمہارے آگے آگے پیدا کیا جائے گا تم آگے ہی آگے روحانی ترقیات کرتے جاؤ گے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تمہارا اعمال نامہ بھی چل رہا ہے۔ اس میں بھی لکھا جا رہا ہے۔ مطلب یہ کہ صرف اِس دنیا میں ہی تمہیں اس کے مطابق جزا نہیں ملے گی، اِس دنیا میں ہی تم اللہ تعالےٰ کے پیار اور اس کی محبت کے جلوے نہیں دیکھو گے بلکہ اُس دُنیا میں بھی اپنے اس روحانی ارتقاء کے نتیجہ میں زیادہ سے زیادہ خدا کی محبت کے جلوؤں کے حقدار قرار دیئے جاؤ گے۔ تمہارے اعمال نامہ میں یہ چیزیں ساتھ ہی ساتھ لکھی جائیں گی۔

قرآن کریم نے ایک فرقان یعنی امتیازی مقام مسلمان کو

## لیلۃ القدر

میں دیا ہے۔ اور اس کے متعلق نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں اس کو تلاش کرو۔ سیانے بزرگ اس کے متعلق کہتے آئے ہیں ہماری جماعت کے خلفاء بھی جماعت کو غلط خیالات سے بچانے کے لئے اس کے متعلق بار بار توجّہ دلاتے رہے ہیں میں بھی آج دوستوں کو اس طرف توجّہ دلانا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ رمضان کے آخری عشرہ میں بعض ایسی گھڑیاں ہیں کہ سارا سال انسان جو بھی گناہ کرتا رہے ان میں ان کی معافی مل جاتی ہے۔ ایک چور مثلاً یہ سمجھے گا کہ سارا سال چوری کرو۔ لوگوں کو لوٹو۔ حرام کھاؤ۔ بس اس گھڑی میں جا کر معافی مانگ لو جمعۃ الوداع میں دُعا کر لو۔ یا لیلۃ القدر (ظاہری شکل جو لوگوں نے بنائی ہوئی ہے۔ اس کے مطابق رمضان کی ستائیسویں رات کو) کو بیدار رہ کر دُعا کر لو۔ یا

## رمضان کے آخری عشرہ کی دس راتیں

جاگ لو تو سارے گناہ معاف ہو جائیں گے لیلۃ القدر تو تقدیر کی رات ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ میرا بندہ اس نور کے نتیجہ میں جو اس کے ساتھ تھا اور اس کے اعمال نامہ میں اس کا اندراج ہوتا چلا گیا تھا اپنی زندگی کا ایک باب ختم کر چکا ہے۔ اب جیسا کہ امتحان

میں ہر پرچہ کے نمبر ہوتے ہیں اس باب کے اس کو نمبر مل جاتے ہیں اور وہی اس کی لیلۃ القدر ہے۔ اگر وہ فیل ہو گیا۔ اگر اس کے لئے سارا سال ہی نور نہیں رہا۔ اگر اس نور میں اس نے ترقی نہیں کی۔ اگر اس نے خدا تعالےٰ کے قرب کی راہوں کو تلاش کرنے میں سُستی اور غفلت سے کام لیا۔ اگر اس کا اعمال نامہ خالی کا خالی پڑا ہے تو اُس کے لئے ایک معنی میں لیلۃ القدر تو ہو گی مگر اس لیلۃ القدر میں یا جمعۃ الوداع میں یہ لکھا جائے گا کہ اس بندہ کو خدا تعالیٰ کا نور حاصل کرنے کے مواقع دیئے گئے مگر اس نے ان سے فائدہ نہیں اُٹھایا اس لئے آج اگر یہ مر جائے تو یہ جہنم میں پھینک دیا جائے۔ پس اس کی لیلۃ القدر تو ہو گی۔ اس کی تقدیر کا اس دن فیصلہ تو ہو گیا مگر وہ فیصلہ خوشکن فیصلہ نہیں۔ وہ پاس ہونے کا فیصلہ نہیں۔ وہ خدا تعالےٰ کی محبّت کے حصول کا فیصلہ نہیں۔ وہ خدا تعالےٰ کے نور سے منوّر ہونے کا فیصلہ نہیں۔ کیونکہ اعمال نامہ اس کا خالی پڑا ہے نور تھا ہی نہیں کہ اعمال نامہ میں اس کا اندراج کیا جاتا۔ پس لیلۃ القدر کے یہ معنی ہیں کہ اس دن زندگی کا ایک باب ختم ہوُا۔ اور ایک نیا باب شروع ہوُا۔

پھر چونکہ خدا تعالےٰ کے قرب کی راہیں ختم نہیں ہوں گی اس لئے اگر کوئی انسان چاہے کتنے ہی مقاماتِ قرب حاصل کرلے تب بھی اس کے آگے بے شمار مقاماتِ قرب ہیں جن کو وہ حاصل کرسکتا ہے۔

## لیلۃ القدر پر اس کی زندگی کا ایک باب ختم ہوتا ہے

اللہ تعالےٰ کہتا ہے آج اس کی تقدیر کا فیصلہ کردو کہ اس کی سال بھر کی خلوصِ نیّت سے کی ہوئی عبادتوں اور طاعتوں اور اسلام (اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ) یعنی فرمانبرداری کے مظاہروں کا آج میں خاص طور پر انعام دیتا ہوں۔

اللہ تعالےٰ اس لیلۃ القدر میں اپنے بعض بندوں کو خاص انوار سے نوازتا ہے اور بعض کو عام انوار سے (جو معمول سے زیادہ ہوتے ہیں) نوازتا ہے۔ اور ان کو کہتا ہے کہ پہلی لینڈنگ (Landing) (اگر کسی عمارت میں کئی منزلوں تک سیڑھیاں چڑھ رہی ہوں تو ایک جگہ آکر ایک حصہ سیڑھیوں کا ختم ہوجاتا ہے اور ایک نیا سلسلہ شروع ہوتا ہے) تم پہنچ گئے کچھ رفعتوں کو تم نے حاصل کرلیا ہے۔ اب ایک باب تمہاری زندگی کا ختم ہو گیا ہے نیا باب اس عزم اور ہمت اور دُعا اور توجّہ سے شروع کرو کہ سال گزرنے کے بعد ہم اس سے بلند مقام پر ہوں گے۔ نیچے نہیں گریں گے۔ اور نہ ہی موجودہ جگہ پر ٹھہریں گے۔ پھر یہ باب بھی ختم ہوجاتا ہے۔ پھر اگلا باب شروع ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اعمال نامہ کی کتاب کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اور ہمیں ہدایت دی گئی ہے کہ پہلے دن سے آخری دن تک یہ دُعا کرتے رہو کہ

## اے خدا ہمارا انجام بخیر ہو

کیونکہ ایک شخص اپنی زندگی کے ایک حصّہ میں جتنا جتنا رُوحانی طور پر بلند ہوتا ہے اتنا ہی اس کے لئے زیادہ خطرہ ہے۔ اگر وہ گرا تو اس کی ہڈی پسلی قیمہ کی طرح پس جائے گی۔ پانچ فٹ کی بلندی سے کوئی گرے تو اُسے تھوڑی چوٹ لگتی ہے۔ لیکن اگر کوئی چار منزلوں کی بلندی سے گرے تو اس کے لئے بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ پس جہاں انسان کے لئے رفعتوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور مقاماتِ قرب اُسے عطا کئے جاتے ہیں۔ وہاں اُس کو بُرے انجام سے ڈرایا بھی جاتا ہے۔ اور اُسے کہا جاتا ہے کہ انجام بخیر کی دُعا کرو۔ کیونکہ اگر کسی وقت بھی شیطان کا حملہ تم پر کامیاب ہو گیا تو تمہیں زیادہ خطرہ ہے۔ تم خدا تعالےٰ کی لعنت اور غضب کے نیچے دُوسروں کی نسبت زیادہ آؤ گے۔ جو لوگ دین العجائز اختیار کرتے ہیں آپ مشاہدہ کریں گے کہ ان میں سے بھاری اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے کہ شیطان ان کی طرف توجّہ ہی نہیں کرتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ ابھی بہت تھوڑا پیار اللہ تعالیٰ کا انہوں نے حاصل کیا ہے۔ ابھی یہ نچلے درجہ میں ہیں۔ اگر میں انہیں جھنجھوڑ دوں تو اس کا کیا فائدہ ہوگا۔ گو شیطان چھیڑتا تو ان لوگوں کو بھی ہے لیکن ان میں سے اکثر دین العجائز اختیار کرنے کی وجہ سے بچ جاتے ہیں۔ مگر جتنا جتنا کوئی بلند ہوتا ہے اتنا ہی

## بلعم باعور بننے کا خطرہ

اس کے لئے پیدا ہوجاتا ہے۔ اور اس کی بیسیوں نہیں سینکڑوں مثالیں ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ہمیں اس کی مثال ملتی ہے کہ ایک شخص نے اللہ تعالےٰ کے قرب کا مقام بھی اور رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبّت اور پیار اور قرب کا مقام بھی حاصل کیا۔ لیکن بعد میں ٹھوکر لگی اور کہیں سے کہیں گر گیا۔ غرض زندگی کا ایک باب لیلۃ القدر کو ختم ہوتا ہے۔ پھر خدا کہتا ہے دُعا کرو کہ آئندہ باب زندگی کا جب ختم ہو تو اس سے اچھا نتیجہ نکلے۔ تم میری نگاہ میں میرے زیادہ پیار کے مستحق قرار پاؤ۔ اور وہ لیلۃ القدر تمہارے لئے انفرادی طور پر اس سے بہتر لیلۃ القدر بن جائے اور دُعا کرتے رہو کہ انجام بخیر ہو۔ اور جب یہ کتاب بند ہو تو اس کے آخر میں یہی لکھا جائے کہ خدا کا پیارا بندہ خدا کی گود میں چلا گیا۔ یہ نہ لکھا جائے کہ خدا نے اس بندہ سے ایک حد تک پیار تو کیا اور ایک حد تک محبّت کا سلوک کیا۔ مگر اس بندہ نے خدا کے پیار اور محبّت کے سلوک کی قدر نہ کی۔ تب وہ خدا کی نگاہ سے دھتکارا گیا۔ اور شیطان کی گود میں پھینک دیا گیا۔ اس واسطے جہاں لیلۃ القدر کی تلاش کرو وہاں

## انجام بخیر ہونے کی دُعائیں ہمیشہ کرتے رہو

اور لیلۃ القدر یا کسی اور گھڑی کے غلط معنے لے کر جو نورانی نہیں ظلماتی ہوں، اپنی زندگیوں کو اور اپنی نسلوں کو ہلاک کرنے کی کوشش نہ کرو۔ ہلاکت سے اپنے کو بھی بچاؤ اور اپنوں کو بھی بچاؤ۔ اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی بچاؤ۔

خدا تعالیٰ 'اسلام' کا تقاضا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر میرے حضور میں حاضر ہوجاؤ۔ خدا تعالےٰ کہتا ہے کہ عاجزانہ راہوں کو اختیار کرو۔ خدا تعالےٰ کہتا ہے کہ تم نیکی کی توفیق نہیں پاسکتے اگر میرا فضل نہ ہو۔ خدا تعالےٰ کہتا ہے کہ اس کتاب میں ہدایت کے سامان بھی ہیں اور حکمت کے سمندر بھی ہم نے اس کتاب میں بند کر دیئے ہیں اور اسے فرقان بنایا ہے۔ اس پر چل کر اور اس پر عمل کر کے تم خدا کی نگاہ میں ایک ممتاز مقام تو حاصل کر سکتے ہو۔ لیکن میرے فضل کے بغیر اس مقام کا حاصل کر لینا ممکن نہیں۔ اس لئے

## ہمیشہ دُعائیں کرتے رہو کہ اللہ تعالےٰ کا فضل شاملِ حال رہے

اور اپنے بندہ کو وہ جو بنانا چاہتا ہے اس کی نگاہ میں، ہم وہی بن جائیں۔ اور ایک دفعہ اس کی محبت اور اس کا پیار حاصل کرنے کے بعد کبھی اس کے غضب کی نگاہ ہم پر نہ پڑے۔ یہاں تک کہ ہم اس زندگی سے گزر جائیں۔ اور ابتلاء اور امتحان کا دروازہ جو ہے وہ بند ہو جائے اور ابدی جزاء اور ابدی محبّت اور ابدی پیار کا زمانہ ہمارے لئے شروع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر فضل کرے ✤

---

# خدمتِ دین سے عُمر بڑھتی ہے

وقفِ جدید انجمن احمدیہ کا کام خدا کے فضل سے دن بدن وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔ اور نئے واقفینِ زندگی کی ضرورت روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ پس مخلصینِ جماعت سے گذارش ہے کہ وہ خدمتِ دین کے لئے آگے قدم بڑھائیں۔ کیونکہ خدمتِ دین سے ہی عمر بڑھتی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنی زندگیاں اسی نیک مقصد کے لئے دفتر ہذا کے ذریعہ پیش کریں۔

اس سلسلہ میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی آواز آپ کو وقف کی طرف بُلاتی ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ

"میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیّت کروں اور یہ بات پہنچا دُوں آئندہ ہر اک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سُنے یا نہ سُنے۔ کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیاتِ طیّبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے۔ تو وہ اس کے لئے اپنی زندگی وقف کرے۔ اور پھر اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس کی رُوح بول اُٹھے اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا، خدا میں ہو کر نہیں مرتا، وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔ پس تم میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو، تم دیکھتے ہو خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کا اصل غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔ اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔"

(انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان)

قسط نمبر ٩

# احمدیت بجواب قادیانیت

از مکرم مولوی محمد ابراھیم صاحب قادیانی نائب ناظر تالیف وتصنیف

## فصلِ دوم

### حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام

**نسب وخاندان** جیسا کہ جناب ندوی صاحب نے لکھا ہے حضورؑ نے اپنا نسبی تعلق پہلے مغل قوم سے بتایا تھا۔ کچھ عرصہ بعد حضورؑ کو بذریعہ الہام معلوم ہوا کہ آپ ایرانی الاصل ہیں۔ کتاب البریّہ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں:۔

"الہام میری نسبت یہ ہے کہ
لو کان الایمان معلّقا بالثریا
لنالہ رجل من فارس۔ یعنی
اگر ایمان ثریّا سے معلّق ہوتا تو
یہ مرد جو فارسی الاصل ہے جاکر
اس کو لے لیتا۔۔۔۔۔۔۔"

ندوی صاحب رجل من فارس کے بارے میں جواب دیتے ہیں کہ:۔

"یہ حدیث صحاح میں۔۔۔۔ آئی
ہے۔۔۔۔ علماء محدثین نے اس سے
حضرت سلمان فارسی اور ان ایرانی
الاصل علماء و اکابر کو مراد لیا ہے
جو اپنی قوتِ ایمانی اور خدمتِ دینی
میں خاص امتیاز رکھتے تھے۔ انہیں
میں امام ابوحنیفہؒ بھی ہیں جو فارسی
الاصل ہیں"

(قادیانیت حاشیہ ص۲۰)

مگر ندوی صاحب کو یاد ہونا چاہیئے کہ حدیث میں ایمان کے دُنیا سے اٹھ کر ثریا جیسے بلند مقام پر چلے جانے کا ذکر ہے۔ اور یہ بات فیجِ اعوج کے بعد کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہے ابتدائی تین صدیاں حدیث خیر القرون قرنی ثمّ الّذین یلونھم ثمّ الّذین یلونھم کے مطابق بہترین صدیاں ہیں۔ ان کے بعد ایک ہزار سال فیجِ اعوج کا زمانہ ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک یہ پیشگوئی کر رکھی ہے

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ
اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْہِ
فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗٓ اَلْفَ
سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔

(٣٢ : ٦)

کہ اللہ تعالیٰ امر (اسلام) کو اپنی تدبیر کے مطابق آسمان سے بھیج کر زمین میں قائم کرے گا پھر وہ اس کی طرف ایک ایسے وقت میں جس کی مقدار ایسے ہزار سال کی ہے جس کے مطابق تم گنتی کرتے ہو۔ واپس آسمان پر چڑھ جائے گا۔

مذکورہ حدیث اور آیت میں اسلام کی ترقی کا زمانہ تین صدیاں بتایا گیا اور پھر زوال کا زمانہ اس کے بعد ہزار سال قرار دیا گیا ہے۔ گویا ایک ہزار سال تک اسلام دنیا میں ضعف کا شکار رہے گا اور یہ زوال اسلام تیرہویں صدی کے آخر تک انتہا کو پہنچے گا۔ اس وقت مامور من اللہ کی ضرورت ہوگی جو اسلام و ایمان کو آسمان سے واپس لاکر دنیا میں دوبارہ قائم کرے گا۔ حدیث میں ہے لو کان الایمان معلّقا بالثریّا لنالہٗ کہ اگر ایمان ثریا جیسے بلند مقام پر بھی جا چکا ہوگا تو وہ اُسے واپس لے آئے گا۔

اس بات سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ اسلام کے زوال کے بعد کسی مامور من اللہ کی بعثت ضروری ہے۔ اور سلیمان مع مولوی ابوالحسن صاحب، امام مہدی و مسیح کی آمد کے منتظر ہیں۔ اور یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ یہ زوال حضرت ابوحنیفہؒ کے زمانہ سے تعلق نہیں رکھتا۔ اسلئے علماء محدثین میں سے اگر کسی نے اس کا تعلق حضرت ابوحنیفہؒ کے زمانہ سے بتایا ہے تو یہ اس کی سراسر غلطی ہے۔ حضرت ابوحنیفہؒ کے زمانہ میں ایمان دُنیا سے اُٹھ کر ثریّا پر نہ پہنچا تھا۔ اور نہ ہی وہ اسلام کے انتہائی زوال کا زمانہ تھا۔ اس قسم کے زوال کا تعلق تو اس زمانہ سے ہے جس میں علماءِ اسلام حدیث "شَرٌّ مَّنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ" کے مصداق بننے والے اور مسلمان بہتر فرقوں میں منقسم ہوجانے والے تھے۔

### حضرت اقدسؑ کے خاندان کا قادیان سے اخراج و واپسی

مولوی ندوی صاحب نے کتاب البریّہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:۔

"مرزا صاحب کے پردادا مرزا گل
محمد صاحب جائداد و املاک تھے
اور پنجاب میں ان کی اچھی خاصی
ریاست تھی (٨٥ گاؤں ناقل)
مرزا صاحب نے اُن کی رئیسانہ
شان، تزک و احتشام اُن کے
وسیع دسترخوان اور اُن کے دینی
اثرات کو تفصیل سے لکھا ہے۔
ان کے انتقال کے بعد اس ریاست
کو زوال آیا اور سکھ ریاست کے
دیہاتوں پر قابض ہو گئے۔ یہاں
تک کہ مرزا صاحب کے دادا مرزا
عطا محمد صاحب کے پاس صرف
قادیان رہ گیا۔ آخر میں سکھوں نے
اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور مرزا صاحب
کے خاندان کو قادیان سے نکال دیا
مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سلطنت
کے آخر زمانہ میں مرزا صاحب کے
والد مرزا غلام مرتضیٰ قادیان واپس
آئے اور مرزا صاحب موصوف کو
اپنے والد صاحب کے علاقہ میں سے
پانچ گاؤں واپس ملے۔"

(ایضاً صفحہ ٢١)

یہ درست ہے کہ سکھوں کے زمانہ میں ایسا ہوا تھا۔ یہ پانچ گاؤں تقسیم ملک تک اس خاندان کے پاس رہے۔ اور یہ خاندان سکھ حکومت کا وفادار رہا۔ یہ بھی درست ہے کہ حضرت

"مرزا صاحب کا خاندان انگریزی
حکومت سے جو پنجاب میں نئی نئی
قائم ہوئی تھی شروع سے وفادارانہ
ومخلصانہ تعلق رکھتا تھا۔ اس
خاندان کے متعدد افراد نے اس
نئی حکومت کی ترقی اور اس کے
استحکام میں جان بازی اور جاں
نثاری سے کام لیا تھا۔ اور بعض
نازک موقعوں پر اس کی مدد کی
تھی۔" (ایضاً صفحہ ٢٢)

اس سے ظاہر ہے کہ آپ کا خاندان نہ صرف انگریزی حکومت کے وقت بلکہ ہمیشہ ہی امن پسند رہا۔ اور حکومتِ وقت کی وفاداری اور تعاون میں مشہور رہا۔ اور مسٹر گریفن صاحب نے اپنی تاریخ رئیسانِ پنجاب میں آپ کے خاندان کے بھی حالات دیئے ہیں جو اس امر کی زبردست شہادت ہے کہ آپ کا خاندان ہمیشہ ملک کی بہتری و بہبودی کے لئے کوشاں رہا۔

## تاریخِ پیدائش حضرت اقدسؑ

اس بارے میں ندوی صاحب نے تحقیق کے راستہ سے ہٹ کر اور حقائق کو چھوڑ کر حضورؑ کے ایک اندازہ کے مطابق یہ لکھا ہے کہ:۔

"ان کی تحریروں سے معلوم ہوتا
ہے کہ ١٨٥٧ء کے ہنگامہ کے
وقت سولہ سترہ برس کے تھے۔"

اس کے بعد ندوی صاحب نے حضرت خلیفہ ثانی رضؓ کے حوالہ سے سنِ ولادت ١٨٣٦ء ظاہر کیا ہے اور اس پر یہ گل افشانی کی ہے کہ

"اس حساب سے ١٨٥٧ء میں
ان کی عمر ٢١ سال کی ہوتی تھی۔ یہ
ترمیم غالباً اس مقصد کے ماتحت
کی گئی ہے کہ مرزا صاحب کی یہ
پیشگوئی پوری ہوجائے جو انہوں
نے الہامِ الٰہی کے طور پر اربعین
میں درج کی ہے۔ لاحیینّك
حیٰوۃ طیّبۃ ثمانین حولًا
او قریبًا من ذلك۔ ہم تجھے
ایک پاک اور آرام کی زندگی عنایت
کریں گے۔ اسّی برس یا اس کے
قریب۔"

(قادیانیت صفحہ ٢٣ حاشیہ)

ندوی صاحب کا مدعا یہ ہے کہ حضرت اقدسؑ کا عمر والا الہام غلط نکلا۔ ان کے اس نتیجہ سے عیاں ہے کہ ندوی صاحب نے جماعت کا لٹریچر بالاستیعاب مطالعہ نہیں کیا۔ اور نہ اُن جوابات کو دیکھا ہے جو اس بارے میں جماعت کی طرف سے شائع ہوتے رہے ہیں جس میں حضرت اقدس کی تعیین کے مطابق تاریخِ پیدائش ١٣ فروری ١٨٣٥ء بنتی ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ تاریخِ پیدائش حضورؑ کو یاد نہ تھی۔ صرف اندازہ کرکے اپنی عمر بتایا کرتے تھے۔ جس زمانہ میں حضرت اقدس کی پیدائش ہوئی تھی ابھی تاریخِ پیدائش لکھنے کا رواج نہ تھا اس لئے حضرت اقدس نے تحریر فرمایا

"عمر کا اصل اندازہ تو خدا تعالیٰ
کو معلوم ہے۔"

(ضمیمہ براہینِ احمدیہ حصہ پنجم ص۱۵۳)

البتہ بعض ایسے قرائن حضرت اقدس کی تحریرات میں موجود ہیں جن سے قطعی طور پر حضرت اقدس کی تاریخِ پیدائش کا علم ہوجاتا ہے۔ مثلاً حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے:۔

(الف) "میری پیدائش جمعہ کے دن
چاند کی چودھویں تاریخ کو ہوئی
تھی۔"

(تحفہ گولڑویہ طبع اوّل ص۱۱ حاشیہ)

(باقی دیکھئے ص۱۱ پر)

# تحریکِ جدید کا سالِ نَو

## اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ بننے کی کوشش کریں!!

محترم صدر صاحبان و سیکرٹری صاحبان و احباب کرام!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار برکات و افضال آپ پر ہوں کہ آپ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی الہامی تحریک (تحریکِ جدید) پر والہانہ طور پر سالہا سال سے بتوفیقہٖ تعالیٰ حصّہ لے رہے ہیں۔

تحریک جدید کا نیا سال یکم نبوت (نومبر) سے شروع ہو رہا ہے۔ آپ کی خدمت میں فارم ارسال ہیں۔ تا آپ جلد از جلد وعدہ جات بھجوا سکیں۔ اِس تحریک کی اہمیت تو ساری جماعت پر واضح ہے۔ تاہم سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بعض ارشادات اس موقعہ پر پیش کئے جاتے ہیں:۔

**صیغہ وکالت مال کی طرف سے جملہ جماعتوں کو فارم ہائے چندہ تحریک جدید ارسال کئے جا چکے ہیں!!**

(۱) "اگر تم نے احمدیت کو دیانت داری سے قبول کیا ہے تو اے مردو! اور اے عورتو!! تمہارا فرض ہے کہ تحریک جدید کے اغراض و مقاصد میں میرے ساتھ تعاون کرو۔ زمین و آسمان کا خدا گواہ ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں...... خدا تعالیٰ اور اسلام کے لئے کہہ رہا ہوں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کہہ رہا ہوں۔ تم آگے بڑھو اور اپنا تن۔ اپنا مَن اور اپنا دھن خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے قربان کر دو۔"

(۲) "مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصّہ لیتے ہیں کیونکہ ان کا نام ادب و احترام سے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزّت کا مقام پائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے خود تکلیف اٹھا کر دین کی مضبوطی کے لئے کوشش کی۔ اور اُن کی اولادوں کا خدا تعالیٰ خود متکفّل ہوگا۔ اور آسمانی نور ان کے سینوں سے اُبل کر نکلتا رہے گا۔ اور دنیا کو روشن کرتا رہے گا۔"

(۳) "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خدمتِ دین کرنے والوں کی ایک جماعت تیار کرنا چاہتا ہے...... اور سینکڑوں کو اس کے متعلق الہامات ہو چکے ہیں۔ پس جو لوگ باوجود طاقت کے پیچھے رہیں، اُن کی بدنصیبی ہوگی۔ پس ہر شخص جو تھوڑا یا بہت حصّہ لے سکتا ہے مگر نہیں لیتا، اس کی بدقسمتی میں کوئی شبہ نہیں۔"

(۴) "جو لوگ اخلاص سے راہِ خدا میں قربانی کریں گے اور متواتر کرتے جائیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو ان کی موت کے ہزاروں سال بعد تک ثواب عطا فرماتا رہے گا...... اس لئے کہ تحریک جدید کے...... کام...... تبلیغِ اسلام کے لئے صدقۂ جاریہ کی ایک مستقل حیثیت رکھتے ہیں۔"

(۵) "جس کے دل میں مرض ہو ان کے پاس اگر کروڑوں روپیہ ہو تو تب بھی وہ کہیں گے کھانے کو ملتا نہیں، چندے کہاں سے دیں۔ لیکن مومن کے پاس کچھ بھی نہ ہو تو بھی یہی کہے گا کہ بسم اللہ میں حاضر ہوں۔ جن کے ذریعہ فتح ہوگی وہ وہی ہیں جن کے دل ہر قربانی کے لئے تیار رہتے ہیں۔ جو مشکلات اور تکالیف میں زیادہ قربانی کرتے ہیں۔ انہی لوگوں کی کوشش سے فتح ہوتی ہے۔ اور انہی لوگوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی برکات نازل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جماعت احمدیہ کو قائم رکھنے والے یہی لوگ ہیں جو مصیبت میں قدم آگے بڑھاتے ہیں۔ اور کسی صورت میں بھی پیچھے ہٹنے کا نام نہیں لیتے۔"

سو احباب کا فرض ہے کہ نئے سال کے وعدے تحریک جدید کے متعلق بیان کردہ روح کے ساتھ پیش کریں اور عہدہ دارانِ جماعت اس بارے میں سعی تمام کریں۔ قادیان اور بیرونی جماعتوں کے وعدے بالکل رقوم آ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی معنی میں اس کارِ خیر کی تکمیل کی توفیق عطا کرے اور یہ امر اس کے حضور مقبول اور مثمر ثمراتِ حسنہ ہے۔ آمین۔

خاکسار: ملک صلاح الدین۔ وکیل المال تحریک جدید قادیان

# ایک مؤمن انسان

از حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب وکیل الاعلیٰ انجمن تحریک جدید قادیان

یکم نبوت (نومبر) سے تحریکِ جدید کا سالِ نَو شروع ہے۔ اس کے چندہ کی برکات کسی سے مخفی نہیں۔ بھارت کی جماعتوں کا یہ چندہ تبلیغ واحیائے دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے صرف ہوتا ہے۔ اس کی اہمیت کے بارے میں سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"یہ تحریک اتنی اہم تھی کہ اگر ایک مرتے ہوئے باایمان انسان کے کانوں میں پہنچ جاتی تو اس کی رگوں میں بھی خون دوڑنے لگتا اور وہ سمجھتا کہ میرے خدا نے میرے مرنے سے پہلے ایک ایسی تحریک کا آغاز کرا کے اور مجھے اس میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرما کر میرے لئے اپنی جنّت کو واجب کر دیا۔"

وَاِذَا الْجَنَّۃُ اُزْلِفَتْ (کہ جنّت نزدیک کر دی جائے گی) کا ذریعہ یہ چندہ بن رہا ہے۔ وفورِ شوق سے احباب کو اس میں شرکت کرنی چاہیئے اور جلد ہی اپنے وعدے مرکز میں بھجوانے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان ناچیز پیشکشوں کو قبول فرماتا ہے۔ تبھی ان کے محیّر العقول نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی راہ میں اموال کو زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ؎

# تحریک جدید اور ہماری ذِمہ داریاں

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب وکیل التبشیر تحریک جدید قادیان

تحریک جدید کی برکات کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ اس الہامی تحریک کے ذریعہ احمدیت نے اکنافِ عالم میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرنی شروع کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو اسلام کے متعلق جو درد عطا ہوا تھا اس کے باعث آپ نے اپنے دعویٰ سے بہت قبل جس پر اَب ایک صدی سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے خدمتِ اسلام کا کام شروع فرمایا۔ جبکہ ہمارے مسلمان بھائی ابھی یہ سوچ رہے ہیں کہ اشاعتِ اسلام کا کام کرنے کے لئے رقوم ہونی چاہئیں۔ کام کرنے والے ملنے چاہئیں۔ اور لٹریچر ہونا چاہیئے۔

چنانچہ حال ہی میں مرکز پنجاب چنڈی گڑھ میں غیر احمدیوں کی طرف سے جو مسجد تعمیر کی گئی ہے اس کے افتتاح پر ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی بابت ۳۰ر اکتوبر سالِ رواں میں لکھتے ہیں:۔

"بہت سے پڑھے لکھے غیر مسلم آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام پر لٹریچر دو۔ تقابلی مذہب کے طلباء اپنے تعلیمی موضوع کے لئے، بوڑھے اور سنجیدہ لوگ یہ جاننے کے لئے کہ اسلام کیا ہے۔ مگر ہمارے پاس نہ لٹریچر ہے نہ اشخاص ہیں۔" (صفحہ ۱۰-۱۱)

اللہ تعالےٰ کا جماعتِ احمدیہ پر خاص فضل ہے کہ اسے ہندوستان کے طول و عرض میں بھی لاکھوں روپیہ کے خرچ سے مبلغین تیار کرتے رہنے اور نئے سے نیا لٹریچر پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اور خصوصًا موجودہ حالات میں اس پنجاب کا غیر مسلم آبادی میں قادیان کا جزیرہ پوری طرح فعّال ہے۔ اور امریکہ تک سے غیر مسلم، احمدیت کے مطالعہ کے لئے یہاں آتے ہیں اور اسلام کے متعلق قیمتی معلومات حاصل کرتے اور بہترین تأثرات حاصل کر کے جاتے ہیں۔ چنانچہ بدر کی گذشتہ اشاعت میں آپ نے ایک امریکی پروفیسر صاحب کی قادیان میں آمد کی روئیداد ملاحظہ فرمالی ہوگی۔

آپ کے چندہ تحریکِ جدید کے ثمراتِ حسنہ ظاہر و باہر ہیں۔ اور سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے فرمودہ کے مطابق اس بارے میں انفاقِ اموال کا ثواب ہم سب کو بفضلہ تعالےٰ ہماری زندگیوں کے اختتام کے ہزاروں سال بعد تک ملتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی رضا کے مطابق اموال اس کے حضور پیش کرنے کی توفیق عطا کرے اور وہ اس کی رضا کے حصول کا موجب بنیں۔ اور بہترین نتائج کے حامل ہوں۔
آمین ثم آمین ؎

# لجنات اماء اللہ اور تحریک جدید

از محترمہ سیّدہ اَمۃ القدّوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

اللہ تعالیٰ مؤمنین سے اپنے مامورین کے ذریعہ اموال و نفوس کی قربانیاں طلب کرتا ہے جو کہ سب کچھ اسی کا عطا کردہ ہوتا ہے۔ اور پھر اس کے عوض نعماءِ جنّت کا وارث کرتا ہے۔ یہ کتنا سستا سودا ہے۔

میری بہنو! آپ نے عہدِ بیعت میں اور پھر بعد میں اپنے وعدوں اور اُن کے ایفاء سے اپنے اُوپر یہ لازم کر لیا کہ سلسلہ احمدیہ کی خدمت کریں۔ اس کی خدمات کا ایک حصہ مالی قربانی ہے جس میں احمدی بہنیں کبھی پیچھے نہیں رہیں۔ بیرونی ممالک میں کئی مساجد کی تعمیر اس کی شاہد ہے۔ چندہ تحریکِ جدید میں بھی وہ پورے ذوق و شوق سے شرکت کرتی ہیں۔ اب نیا سال شروع ہے۔ مرکز بجا طور پر آپ کی مساعی پر نازاں ہے۔ اور اس نئے سال میں بھی توقع رکھتا ہے کہ پورے خلوص سے آپ اس چندہ میں شریک ہوں گی۔ اللہ تعالےٰ آپ کو فلاحِ دارین سے نوازے اور اپنی حفظ و امان میں رکھے آمین ؎

# فتح پور شہر میں نہایت ہی مؤثر اور کامیاب دو روزہ صوبائی کانفرنس

## خدائی حکمتوں اور جلووں کا ظہور

## علمائے سلسلہ کی پُر مغز اور دینی جذبہ سے بھرپور تقاریر

از مکرم جناب محمد مجید صاحب سوئیجہ صدر جماعت احمدیہ کانپور

### کانفرنس کی جگہ کی تبدیلی

ابتدائے ماہ ستمبر میں ہمارے خاندان میں بعض شادی کی تقاریب تھیں۔ ان میں شرکت کے لئے محترم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ بھی تشریف لائے ہوتے تھے۔

کانپور کے دورانِ قیام مولانا موصوف کو یہ اطلاع ملی کہ صالح نگر اور ضلع آگرہ کے متعدد مواضعات سیلاب کی زد میں آچکے ہیں۔ صالح نگر تک پہنچنے کے لئے سڑک کے ٹوٹ جانے سے بسوں کا سلسلہ بند ہو چکا ہے۔ ان حالات میں ماہِ اکتوبر میں کانفرنس کا انعقاد صالح نگر میں ممکن نہیں۔ مولانا صاحب نے یہ اطلاع ملنے پر کانفرنس کے انعقاد کا معاملہ بغرضِ مشورہ جماعتِ احمدیہ کانپور کے سامنے رکھا۔

گذشتہ سال بہوہ ضلع فتح پور میں ایک نئی جماعت کا قیام ہوا تھا۔ اس کے نتیجہ میں شہر فتح پور میں کافی مخالفت شروع ہو چکی تھی۔ مرکز سے مولانا بشیر احمد صاحب خادم بھی جماعت کی تربیت و اصلاح اور تبلیغ کے لئے ماہِ مارچ سے تشریف لائے ہوئے تھے اور ان کی مساعی کے نتیجہ میں بہوہ دھن سیتا پور کے مواضعات میں متعدد بیعتیں بھی بفضلہ تعالیٰ ہوئی تھیں۔ ان حالات کے پیشِ نظر جماعت احمدیہ کانپور نے مشورہ دیا کہ کانفرنس فتح پور شہر میں منعقد کی جائے۔ جمعہ کے دن اس تجویز پر غور ہوا تھا اور اسی دن اتفاق سے راٹھ سے محترم انوار محمد صاحب سیکرٹری مال اور بہوہ کے بعض احباب بھی نمازِ جمعہ میں شریک تھے۔ انہوں نے بھی اس کی تائید کی کہ فتح پور شہر میں کانفرنس کے انعقاد سے تبلیغی لحاظ سے بھی فائدہ ہوگا۔ چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ صالح نگر کی بجائے کانفرنس ۷-۸ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو فتح پور شہر میں منعقد کی جائے۔

### مجلس استقبالیہ کا قیام اور انتظامات کی شروعات

کانفرنس کی جگہ کا فیصلہ ہونے پر مجلس استقبالیہ کے ممبران کی تشکیل کی گئی۔ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ سے درخواست کی گئی کہ وہ پہلے کی طرح صدر مجلس استقبالیہ کا عہدہ سنبھال کر کانفرنس کے انتظامی امور سرانجام دیں۔ سیکرٹری و نائب سیکرٹری کے لئے مکرم شیخ محمد لطیف صاحب اور مکرم محمد احمد صاحب سوئیجہ کے نام تجویز ہوئے۔ نظارت دعوت و تبلیغ کو فیصلہ جات سے مطلع کیا گیا۔ اور ناظر صاحب دعوت و تبلیغ سے درخواست کی گئی کہ کانفرنس کے کاموں کی سرانجام دہی کے لئے مولانا بشیر احمد صاحب فاضل اور مولانا بشیر احمد صاحب خادم کو تا اختتامِ کانفرنس کانپور و فتح پور حسبِ ضرورت قیام کی اجازت دیں۔ الحمدللہ کہ ناظر صاحب موصوف نے ہماری اس درخواست کو منظور فرمایا فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اخراجات کے لئے جماعتِ احمدیہ کانپور نے اس قسم کی ذمہ داری اپنے اوپر لی۔ جو عام طور پر وہ جماعت برداشت کرتی ہے جہاں کانفرنس کا انعقاد ہوتا ہے۔ فتح پور میں چونکہ صرف ایک دو احباب جماعت تھے۔ اس لئے وہ کانفرنس کا یہ بار برداشت نہیں کر سکتے تھے اس لئے یہ ذمہ داری کانپور جماعت نے لی اور بفضلہ تعالیٰ کانپور کے احباب نے اس ذمہ داری کو پورا پورا نبھایا۔ اتر پردیش کی دیگر جماعتوں کو بھی اطلاعات دی گئیں اور انہوں نے بھی حصہ رسدی مالی تعاون کیا۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ

وقت کم تھا اس لئے انتظامات تیزی سے شروع کر دیئے گئے۔ فتح پور یکے بعد دیگرے کئی ایک وفود بھیج کر جائزہ لیا گیا کہ جلسے کے لئے اور احبابِ جماعت کے قیام کے لئے کیا انتظام ہو سکتا ہے؟ مکمل جائزہ لینے کے بعد رام لیلا گراؤنڈ میں جلسے کے انعقاد کا فیصلہ کر لیا گیا۔ پردھان صاحب رام لیلا گراؤنڈ نے بخوشی وہاں جلسہ کرنے کی اجازت دے دی مہمانوں کے قیام کے لئے تجویز پایا کہ محمد اسلم خان صاحب کے مکان کے ملحقہ میدان جو ان کے سسرال کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے، درست کروا لیا جائے۔ اور وہاں ضرورت کے مطابق شامیانے لگوا دیئے جائیں۔

صدر مجلس استقبالیہ نے دیگر کاموں کی تقسیم کر کے ہدایات دے دیں۔ انہیں خود چونکہ دہلی جانا تھا اس لئے پوسٹر و ہینڈ بل کی طباعت کا کام انہوں نے اپنے ذمہ لیا۔ دعوتی کارڈوں کی طباعت اور دیگر متفرق کام جماعت احمدیہ کانپور کے سپرد کئے گئے۔ فتح پور میں میدان کی صفائی اور وہاں پاخانہ و غسل خانہ کے انتظامات مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم کی نگرانی میں دیئے گئے۔ اور جماعتِ احمدیہ فتح پور۔ بہوہ۔ دھن سیتا اور سمور کے احباب سے خادم صاحب سے تعاون کرنے کے لئے کہا گیا۔ چنانچہ مذکورہ جماعتوں کے احباب نے پوری دلچسپی لی۔ محترم مید دبخش صاحب بہوہ۔ مکرم سیف خان صاحب سکنہ سمور۔ مکرم کریم بخش صاحب و مظہر بخش صاحب دھن سیتی پور کے احباب فتح پور آکر مفوضہ کاموں کو سرانجام دیتے رہے۔ اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم سے پورا پورا تعاون کرتے رہے۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ

صدر مجلس استقبالیہ مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلی سے شاہجہانپور اور لکھنؤ کی جماعتوں میں ہوتے ۳۰ ستمبر کی شام واپس کانپور پہنچ گئے۔ ایک دن کانپور قیام کر کے کاموں کا جائزہ لیا۔ اور اگلے دن فتح پور تشریف لے گئے۔

۵ اکتوبر کو کانپور کے چند خدام بھی کانفرنس کے کاموں میں مدد دینے کے لئے فتح پور پہنچ گئے ان سب نے کانفرنس کے کاموں میں مکمل تعاون کیا فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ کانپور سے مزید خدام بھی ۷ کی صبح فتح پور پہنچ کر کانفرنس کے کاموں میں معاون و مددگار ثابت ہوئے۔

### آندھی اور بارش کا زبردست طوفان، خدائی حکمتوں اور جلووں کا ظہور

مورخہ ۵ اکتوبر کو بعد نمازِ عصر مولانا بشیر احمد صاحب فاضل بمعیت محترم حمید اللہ صاحب اور مولوی بشیر احمد صاحب خادم رام لیلا گراؤنڈ میں پہنچے۔ تاکہ جلسہ گاہ اور اسٹیج کے بارے میں معاملات طے کر کے شامیانہ و فرش و فراش کے لئے ہدایات دی جا سکیں۔ لیکن رستہ ہی میں اچانک آندھی چلنی شروع ہو گئی جو آہستہ آہستہ تیز ہوتی گئی۔ رام لیلا میدان پہنچنے پر یہ آندھی شدت اختیار کر گئی۔ جلسہ گاہ اور سٹیج کا جائزہ لیا ہی تھا کہ بارش کا سلسلہ شروع ہو گیا اور آہستہ آہستہ یہ بارش طوفان کا رنگ اختیار کر تی گئی اور ایک گھنٹہ تک متواتر اس طوفانی بارش کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک گھنٹہ بعد بارش قدرے ہلکی ہو گئی لیکن مطلع ابر آلود رہا۔ اور رات بھر ہلکی ہلکی بارش ہوتی رہی۔ اگلے دن جمعہ تھا۔ جمعہ کی نماز سے کچھ قبل بارش تھم گئی۔ بہوہ اور دھن سیتی پور سے احمدی احباب بھی آ گئے۔ اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے مکرم محمد اسلم خان صاحب کے مکان سے متصل میدان میں (جہاں مہمانوں کے قیام کا فیصلہ ہوا تھا) شامیانہ نصب کروا دیا گیا۔

مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے نمازِ جمعہ پڑھائی۔ خطبہ میں آپ نے احبابِ جماعت کو کانفرنس کی کامیابی کے لئے دعا کی تحریک کی۔

خدا تعالیٰ کی قدرت کہ جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب کو بھی بارش کا سلسلہ جاری رہا۔ اور رات ۲ بجے سے تو بارش نے شدت اختیار کر لی۔ اور اگلے دن دو اڑھائی بجے بعد دوپہر تک بارش جاری رہی۔ ۷ اکتوبر کو صبح کی نماز کے بعد قریباً سات بجے مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل اور مکرم برادرم حمید اللہ خان صاحب بارش میں ہی رام لیلا میدان گئے۔ دیکھا کہ رام لیلا کا میدان پانی سے بھرا ہوا ہے۔ اور وہاں جلسے کا کوئی امکان نہیں تب انہوں نے سوچا کہ ان حالات میں جلسہ کہاں کیا جا سکتا ہے۔ کسی بلڈنگ میں اگر وسیع ہال مل جائے تو وہاں جلسہ کر لیا جائے۔ متعدد مقامات انہوں نے دیکھے۔ اور بہت کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

اسی دوران میں مکرم ڈی۔ ایم صاحب سے ایک گورنمنٹ بلڈنگ دینے کی درخواست کی گئی۔ ان سے ملاقات کرنے پر پتہ چلا کہ فتح پور کے مسلمان اسی طرح کوشاں ہیں کہ کسی طرح ہمارا جلسہ نہ ہونے پائے۔ اور اس بارہ میں وہ قسما قسم کی رپورٹیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب اور سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس کو کر چکے ہیں۔ مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے ڈی۔ ایم صاحب سے جماعت کا تعارف کرایا۔ صوبائی کانفرنس اور جلسہ پیشوایانِ مذاہب کی اہمیت بیان کی۔ رڑکی اور امروہہ میں جلسوں کے انعقاد اور مسلمانوں کی مخالفت کا تفصیلی تذکرہ کیا۔ ڈی۔ ایم صاحب نے اگرچہ گورنمنٹ بلڈنگ دینے کے سلسلہ میں معذرت فرمائی۔ لیکن جلسے کے انعقاد کے سلسلہ میں ہر قسم کے تعاون کا وعدہ فرمایا اور یہاں تک فرمایا کہ آپ جہاں بھی کسی پبلک مقام میں جلسہ کرنا چاہیں وہاں جلسہ رکھیں۔ ہم حالات پر کنٹرول رکھنے میں آپ کی پوری پوری مدد کریں گے۔

### مسجد تکیہ جانا شاہ سے متصل میدان میں جلسے کے انعقاد کا فیصلہ

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے ملاقات کے بعد یہ طے پایا کہ جب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب تعاون کے لئے تیار ہیں اور رام لیلا کا میدان جلسے کے قابل نہیں تو کیوں نہ اسی میدان میں جلسے کا انتظام کر لیا جائے جو مہمانوں کی قیام گاہ کے لئے تجویز ہوا ہے۔ اور جو مسجد تکیہ چاند شاہ سے متصل ہے۔ احباب جماعت نے بھی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے یہ میدان اسلم خان صاحب کے سسرال والوں سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اسلم خان صاحب کی اہلیہ صاحبہ سے بات چیت کی گئی۔ اور ان کی رضامندی کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ آج تبلیغی جلسہ اسی میدان میں کیا جائے۔

اس فیصلہ کی اطلاعات فوری طور پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب، ایس. پی صاحب اور دفتر C.I.D. کو بھجوا دی گئیں۔

ادھر صبح تین بجے سے دو اڑھائی بجے بعد دوپہر تک لگاتار بارش کا سلسلہ جاری تھا۔ لیکن قریباً ۲ بجے بارش تھم گئی اور خدام سے کہا گیا کہ وہ لاؤڈ اسپیکر پر جلسہ کی منادی شروع کر دیں۔ ۳ بجے سے ۶ بجے شام تک جلسے کا اعلان ہوتا رہا۔ مخالفین خوش تھے کہ احمدیوں کا جلسہ بارش نے خراب کر دیا لیکن اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا جلوہ دکھانا چاہتا تھا۔ خدائی منشاء یہ تھا کہ اس مقام پر جلسہ کیا جائے جہاں مسلمان آبادی زیادہ ہے اور جہاں مسلمانوں میں سے ہی بعض لوگ یہ کہہ چکے ہیں کہ احمدی اگر فتح پور میں جلسہ کریں گے تو ہم دیکھیں گے۔ چنانچہ خدا نے اُن کے گڑھ میں جلسے کا انتظام فرمایا اور اس طرح بارش کو ہمارے لئے رحمت و برکت کا موجب بنا دیا فالحمد للہ علی ذالک۔

## تبلیغی جلسے کا انعقاد

اعلان کے مطابق ٹھیک ۸ بجے الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی صدر مجلس استقبالیہ صوبائی کانفرنس کی زیر صدارت جلسے کی کارروائی شروع ہوئی۔ مولوی محمد اکبر صاحب کانپوری نے قرآن مجید کی تلاوت کی جو دلوں پر اثر کرتی جا رہی تھی۔ بعد ازاں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم مبلغ بمبئی نے ترنم کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور نظم ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے

حاضرین کے سامنے پیش کی۔ زاں بعد صاحب صدر نے افتتاحی اور صدارتی تقریر میں جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا۔ ان جلسوں کے انعقاد کی غرض وغایت پیش کی۔ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے اہم اور چیدہ واقعات بیان کئے۔ مسلمانوں کی زبوں حالی کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیاں بیان فرمائیں اور خدا کی طرف سے قائم کردہ مشن کا تفصیلی ذکر فرمایا۔

زاں بعد جناب مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج بمبئی اسٹیج پر تشریف لائے۔ آپ نے قریباً دو گھنٹہ تک ایک فاضلانہ تقریر کی جس میں جماعتِ احمدیہ کی تعلیم کو نہایت ہی وضاحت سے پیش کیا۔ اور ان غلط فہمیوں کو دُور کیا جو علماء نے جماعتِ احمدیہ کے بارے میں پھیلا رکھی ہیں۔ آپ نے غیر احمدی احباب سے نہایت ہی ہمدردانہ درخواست کی کہ آپ لوگ علماء کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا شکار ہیں۔ آپ ہمارے قریب آئیں۔ ہم سے معلومات حاصل کریں۔ ہمارے لٹریچر کا مطالعہ کریں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ جماعتِ احمدیہ حقیقی اسلام پر کاربند ہے۔

اس تقریر کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے "علیک الصلوٰۃ علیک السلام" والی نظم خوش الحانی سے پڑھی جس نے دلوں کو گرما دیا۔

بالآخر صاحب صدر نے بعض آمدہ سوالات کے جوابات دیئے۔ اور بتایا کہ کسی مامور کو پہچاننے کا اہم معیار خدا تعالیٰ کا سلوک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ماموروں کی نصرت فرماتا ہے۔ اس لئے عام لوگوں کی مخالفت کے باوجود مامورین ہی کامیاب و کامران ہوتے ہیں۔

رات کے پونے ایک بجے دُعا پر جلسہ برخاست ہوا۔ جلسہ کی برخواستگی سے قبل یہ اعلان بھی کر دیا گیا کہ کل بھی انشاء اللہ ۸ بجے جلسہ پیشوایانِ مذاہب یا سرو دھرم سمیلن کا انعقاد ہوگا۔ جگہ کا اعلان کل ہوگا۔

ان دو تقاریر سے ہی بفضلہ تعالیٰ فتح پور کی فضاء پر گہرا اثر پڑا۔ پبلک بے حد متاثر ہوئی۔ مسلمانوں نے ایک دوسرے سے کہنا شروع کیا کہ علماء نے ہمیں مغالطہ میں رکھا جماعت احمدیہ تو اسلام کی اشاعت کرنے والی اور ارکانِ اسلام پر عمل کرنے والی جماعت ہے۔ کوتوال صاحب شہر نے مبلغین سے ملاقات کی۔ اور ان تقاریر کے لئے مبارکباد دی۔ اور کہا کہ نہایت ہی عمدہ اور اعلیٰ تقاریر تھیں۔ جلسے میں حاضری امید سے کہیں زیادہ تھی۔ میدان کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اور سڑک کے کنارے بے شمار لوگوں نے کھڑے ہو کر جلسے کی کارروائی کو سُنا۔

خدائی جلووں میں سے یہ بھی ایک جلوہ تھا کہ ۷ راکتوبر کو ۲ بجے بعد دوپہر سے بارش تھم گئی اگرچہ مطلع ابر آلود رہا لیکن بارش نہیں ہوئی۔ اور اعلانِ جلسہ سے لے کر اختتام جلسہ یعنی رات کے پونے ایک بجے تک بارش رکی رہی۔ اور جب جلسے کے خاتمہ کا اعلان ہوا تب ہلکی ہلکی بارش کا بھی آغاز ہو گیا۔ اس وقت مبلغین کرام اپنی قیام گاہ کو جا رہے تھے۔ پولیس اس قدر متاثر تھی کہ بارش شروع ہو جانے کی وجہ سے قیام گاہ تک پہنچانے کیلئے انہوں نے اپنی جیپ کی پیشکش کی۔ مبلغین کے قیام کا انتظام میدانِ جلسگاہ سے کچھ فاصلہ پر باقر گنج پولیس چوکی کے پاس ایک ہوٹل کے کمرے میں کیا گیا تھا۔

## جلسہ پیشوایانِ مذاہب کا انعقاد
### بتاریخ ۸ راکتوبر ۱۹۷۲ء

رات بھر بارش کا سلسلہ جاری رہا اس لئے رام لیلا گراؤنڈ بدستور ناقابلِ استعمال تھی۔

اگلے دن جلسہ پیشوایانِ مذاہب کے انعقاد کے لئے پھر مشورہ ہوا۔ اور طے پایا کہ آج کا جلسہ بھی کل والی جگہ پر ہی منعقد کیا جاتے۔ اس کی اطلاع ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب، ایس. پی صاحب اور دفتر C.I.D. کو تحریری طور پر دے دی گئی۔

آج جلسہ کی منادی بھی بذریعہ لاؤڈ اسپیکر سارے شہر میں کرائی گئی۔ اور ۸ بجے مولانا شریف احمد صاحب امینی انچارج مبلغ بمبئی کی صدارت میں جلسہ شروع ہوا۔ مکرم مولوی محمد اکبر صاحب کانپوری نے قرآن مجید کی خوش الحانی سے تلاوت کی۔ اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے ایک نظم بعنوان نعمت نہایت خوش الحانی اور بلند آواز سے پڑھی۔

صاحب صدر نے افتتاحی صدارتی تقریر میں جلسہ پیشوایانِ مذاہب کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ جماعت کے ان جلسوں نے ہندوستان کی فضا پر کیا عمدہ اثر چھوڑا ہے۔

زاں بعد مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ حیدر آباد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی امن پسندانہ تعلیم پر پون گھنٹہ تقریر کی آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اہم کارناموں کا تذکرہ فرمایا۔ اور ہندو مسلم اتحاد اور قومی یکجہتی کے لئے جو تعلیم حضور نے قرآن مجید کی روشنی میں ۱۹۰۸ء میں بیان کی تھی اس کو بالتفصیل بیان کیا۔ اور بتایا کہ اگر حضور کی تعلیم میں بیان کردہ سدھانتوں اور اصولوں پر عمل کیا جاتا تو یقیناً ہندوستان کی فضا میں امن و سکون پیدا ہو چکا ہوتا۔ لیکن افسوس اس وقت لوگوں نے حضور کی اس زرّین تعلیم کی طرف توجہ نہیں دی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اہم اقتباسات سے اپنی تقریر کو مزین کیا۔

ان کے بعد جناب پادری ہری کندر صاحب اسٹیج پر تشریف لائے۔ اور انہوں نے اس قسم کے جلسوں کی سراہنا کی۔ اور بتایا کہ جس طرح انسان کی جسمانی زندگی کی بقا کے لئے غذا کی ضرورت ہے اسی طرح اس کی رُوحانی زندگی کی بقا کے لئے رُوحانی غذا کی ضرورت ہے اور یہی ہر مذہب کی ضرورت پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے میرا یہ پیغام ہے کہ لوگ رُوحانیت کی تلاش کریں۔ اور اپنے خدا سے ملنے کی کوشش کریں۔

ان کے بعد مکرم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے سیرت حضرت کرشن اور دیگر بانیانِ مذاہب کی سیرت پر ایک نہایت ہی عالمانہ تقریر فرمائی۔ اور بتایا کہ ہمارے بزرگوں اور مہا پرشوں نے جو مارگ اور اصولی راستہ لوگوں کو بتایا وہ اصل میں امن اور شانتی کا راستہ ہے۔ اور اسی رستے کا نام مذہب یا دھرم ہے۔ آپ نے بتایا کہ سب مذاہب کی اصولی تعلیم ایک ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے وید۔ گیتا۔ بائیبل۔ گرنتھ اور قرآن مجید کی تعلیم کو بالتفصیل بیان کیا۔ خدا کی وحدانیت مساواتِ انسانی کے بارے میں ان مقدس کتابوں میں جو تعلیم بیان کی گئی ہے، اس کی وضاحت کی۔ آپ کی تقریر وید منتروں۔ گیتا اور گرنتھ صاحب کے شلوکوں اور قرآن مجید کی آیات سے مزین تھی۔

آپ کے بعد فتح پور کے ایک غیر مسلم نوجوان بھارتی سنسکرتی سبھا کے ہندو نے ان جلسوں کے بارے میں اپنے زرّین خیالات کا اظہار کیا۔ اور مذاہب کی تعلیم پر اچھے رنگ میں ریویو کیا۔ اور بتایا کہ مل جل کر رہنے کا یہی اُپائے ہے کہ ہم ایک دوسرے کو سمجھیں اور ایک دوسرے کے قریب آویں۔ تقریر میں انہوں نے اپنے مسلم متروں کے ساتھ میل ملاپ کے بعض واقعات کا تذکرہ بھی اچھے انداز میں کیا۔

ان کے بعد جناب شو کمار پانڈے صاحب پریس رپورٹر نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور قومی یکجہتی پیدا کرنے والے اس قسم کے جلسوں کی سراہنا کی۔ اور جماعت احمدیہ کو ایسے جلسوں کے انعقاد پر مبارکباد دی ساتھ ہی اس بات پر افسوس کیا کہ کسی موقع پر فتح پور کے نوجوان مسلمانوں نے احمدی مہمانوں کے ساتھ بد اخلاقی کا سلوک کیا جس کے لئے انہوں نے فتح پور کی جنتا کی طرف سے نہ صرف معذرت کا اظہار کیا بلکہ اس کے لئے معافی طلب کی۔

پریس رپورٹر صاحب نے جس واقعہ کے بارہ میں معذرت چاہی وہ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل۔ مکرم حمید اللہ خان صاحب۔ مکرم عبد الحنیف خان صاحب برادر اکبر اسلم خان صاحب کے ساتھ اس وقت پیش آیا جبکہ یہ احباب مورخہ ۳ راکتوبر ۷۲ء کو شام کے وقت مختلف افسرانِ حکومت سے مل کر واپس اپنی قیام گاہ پر آ رہے تھے تو چوک کے قریب کچھ نوجوانوں نے ان پر کنکر اور ریت پھینکی اور فضا کو خراب کرنا چاہا۔ یہ علاقہ جہاں یہ واقعہ پیش آیا زیادہ تر مسلم آبادی کا علاقہ تھا۔ اس موقعہ پر ہمارے مذکورہ دوستوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تعلیم پر عمل کیا ؎

گالیاں سُن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

پریس رپورٹر صاحب کے اظہار خیالات کے بعد

مکرم حمید اللہ خان صاحب نے چند منٹ اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ پریس رپورٹر کے سامنے اس مذکورہ واقعہ کا اظہار انہوں نے صرف اس غرض سے کیا تھا کہ انہیں پتہ معلوم ہو سکے کہ مسلمان بھائی کس قسم کے اخلاق کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ آپ نے بتایا، ہم ایک نیک مقصد یہاں لے کر آئے ہیں اور اپنی یادیں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ مسلمانوں سے ہماری اپیل ہے کہ وہ آقائے نامدار سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ حضورؐ کے اسوہ پر چلنے سے ہی امتِ مسلمہ فلاح و کامیابی حاصل کر سکتی ہے۔ اور جماعت احمدیہ کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

آخر میں صاحب صدر نے تقاریر پر ریویو کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی تعلیم کو اچھے انداز میں پبلک کے سامنے پیش کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا اہم مقصد بیان کیا۔ مسلمانوں سے بالخصوص اپیل کی کہ آنے والا امام مہدی اپنے وقت پر آیا۔ اس نے اپنا کام سرانجام دیا۔ ایک روحانی جماعت قائم کی۔ جو ان کے بعد ان کی ہدایات کے مطابق عمل کر رہی ہے۔ روحانیت کو دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ اس جماعت کا قیام الٰہی منشاء کے مطابق ہوا ہے۔ اب کوئی مسیح آسمان سے آ کر ہماری اصلاح نہیں کرے گا۔ بلکہ جس نے آنا تھا وہ عین وقت پر آ گیا اور اس نے باآوازِ بلند یہ منادی کی ۔

میں وہ پانی ہوں جو اُترا آسماں سے وقت پر
میں ہوں وہ نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

آخر میں آپ نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ پولیس کا انتظام کو قائم رکھنے پر شکریہ ادا کیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب اور ایس۔ پی صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ تمام ان احمدیوں کا جنہوں نے کانفرنس کے کاموں میں تعاون کیا اور اس کو کامیاب کیا۔ اور دعا کے بعد اس جلسہ کے برخواست ہونے کا اعلان کیا۔

جلسہ کے بعد ایس۔ پی صاحب کی مبلغین کرام سے ملاقات ہوئی۔ کیونکہ ایس۔ پی وہاں خود تشریف لائے ہوئے تھے اور ان کا زبانی بھی شکریہ ادا کیا گیا۔

اس کانفرنس میں شمولیت کے لئے یوپی کی متعدد جماعتوں کے علاوہ قادیان سے محترم صوفی علی محمد صاحب اور مستری محمد حسین صاحب تشریف لائے اور لٹریچر اپنے ہمراہ لیکر آئے۔ یہاں پہنچ کر ان احباب نے کانفرنس کے کاموں میں بھی دلچسپی لی۔ اور بہت تعاون فرمایا بالخصوص مکرم مستری محمد حسین صاحب نے صدر صاحب مجلس استقبالیہ کی منشاء کے ماتحت اسٹور کا کام سنبھالا اور نہایت ہی محنت سے اپنے فریضہ کو سرانجام دیا۔ فجزاھم اللّٰہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

## مستورات کی شرکت

اگرچہ مستورات کے لئے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ اس کانفرنس میں ان کے لئے انتظام نہیں ہوگا۔ لیکن جلسگاہ کی تبدیلی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مستورات کے لئے بھی جلسہ کے سُننے کا انتظام مکرم محمد اسلم خان صاحب کی نسبتی بہنوں کے گھر میں کر دیا۔ جو کہ اسلم خان صاحب کے مکان پر سے ملحق ہے۔ اسلم خان صاحب نے تو اپنا مکان خالی کر کے مہمانوں کے لئے دے دیا تھا۔ اس لئے ان کی نسبتی بہنوں کے مکان سے فائدہ اٹھایا گیا چنانچہ بہوہ کی مستورات نے اور کافی تعداد میں فتح پور کی غیر احمدی مستورات نے بھی جلسہ میں شریک ہو کر فائدہ اٹھایا۔

## تربیتی اجلاس

مورخہ ۸ر اکتوبر بروز اتوار ۳ بجے بعد دوپہر جلسگاہ میں ہی ایک تربیتی اجلاس زیر صدارت الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل صدر مجلس استقبالیہ منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل امور کثرت رائے سے طے پائے۔

۱۔ ۱۹۷۳ء میں دو کانفرنس منعقد کی جائیں۔ پہلی کانفرنس فروری ۷۳ء کے آخر میں صالح نگر میں اور دوسری کانفرنس جون ۷۳ء کے آخر میں کانپور میں منعقد ہوگی۔ انشاء اللہ۔

۲۔ صوبائی کانفرنس اُتر پردیش کے لئے صُوبائی سطح پر ایک انتظامیہ اور استقبالیہ کمیٹی کی تشکیل کی گئی۔ اس انتظامیہ کمیٹی کے صدر مرکزی مبلغ تجویز کئے گئے۔ جو بھی مرکزی مبلغ دہلی اور یو۔ پی کے لئے مرکز کی طرف سے مقرر ہوگا وہ اس کا صدر ہوگا۔ اور سال ۱۹۷۳ء کے لئے مکرم حمید اللہ خان صاحب، سکنہ سہارنپور کو سیکرٹری منتخب کیا گیا۔

۳۔ اتر پردیش کے مشرقی علاقہ جات میں عام مسلمانوں میں ہندی زبان کا رواج ہے۔ اردو زبان لکھنے پڑھنے میں استعمال نہیں ہوتی اسلئے اس تربیتی اجلاس میں طے پایا کہ مرکز سے درخواست کی جائے کہ جماعت کا لٹریچر عام فہم آسان ہندی میں شائع کیا جائے۔ اس ہندی سے مراد وہ ہندی ہے۔ جسے مہاتما گاندھی ہندوستانی زبان کا نام دیا کرتے تھے۔ اس وقت تک جو لٹریچر مرکز کی طرف سے ہندی زبان میں شائع ہوا ہے اس میں کٹھن اور مشکل ہندی استعمال کی گئی ہے جو چنداں مفید نہیں۔

اسی طرح چند اور باتیں بھی اس تربیتی اجلاس میں طے پائیں۔ جن کی اطلاع مرکز کو اور دیگر جماعت ہائے احمدیہ یو۔ پی کو دے دی جائے گی۔ ان شاء اللہ۔

## کانفرنس کے بعد غیر احمدی مسلمانوں کی آمد اور ایک دوست کی جماعت میں شمولیت

کانفرنس ختم ہونے پر اگلے روز مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی اور مولانا عبدالحق صاحب فضل کانپور تشریف لے گئے۔ اور مورخہ دس اکتوبر کو بمبئی و حیدر آباد کے لئے روانہ ہو گئے۔ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نیز مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم ۹ر اکتوبر کو فتح پور قیام پذیر رہے۔ ۹ر اکتوبر کو فتح پور کے متعدد مسلمان ملاقات کے لئے آئے اور اُن سے تبلیغی بات چیت کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی دوران ایک دوست نے بیعت پر آمادگی ظاہر کی۔ اس دوست کے سامنے تمام حالات رکھے گئے اور بتایا گیا کہ بیعت کرنے کے بعد ان پر اہم ذمہ داری عائد ہو جائے گی۔ اور مخالفت کا سلسلہ بھی یقیناً شروع ہو جائے گا۔ اس لئے وہ ابھی مزید مطالعہ کریں۔ اور بیعت میں جلدی نہ کریں: لیکن انہوں نے بیعت پر اصرار کیا۔ اس لئے انہوں نے فارم بیعت پُر کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کر لی۔ بیعت کرنے والے دوست کا نام صغیر احمد خان صاحب ہے۔ یہ ۲۴ سال کے نوجوان دوست ہے۔ قارئینِ بدر دعا فرمائیں کہ مولا کریم ان کو استقلال عطا فرمائے آمین۔

## مبلّغین کرام کی بہوہ روانگی

بہوہ - دھن سینی پور - اور ہمور کے احباب نے اس امر پر اصرار کیا کہ ایک دن کے لئے مبلغین کرام بہوہ چلیں۔ ان کے اصرار کو دیکھتے ہوئے مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل اور مولانا بشیر احمد صاحب خادم ۱۰ر اکتوبر کی صبح بہوہ تشریف لے گئے اور سارا دن وہاں قیام کیا۔ بہوہ کے متعدد مسلم و غیر مسلم احباب ملاقات کے لئے آئے۔ بہوہ ایک دن قیام کرنے کے بعد ہر دو مبلغین اگلے روز کانپور روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اس نے قلیل وقت میں اس کانفرنس کو سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔

بالآخر میں اُن تمام احباب کا جنہوں نے کانفرنس کے لئے تعاون فرمایا، شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بالخصوص مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم محمد احمد صاحب سوڈیجہ کانپور۔ ممبران خدام الاحمدیہ کانپور۔ جماعت احمدیہ کانپور۔ مکرم حمید اللہ خان صاحب سہارنپور۔ مکرم مسعود احمد صاحب میرٹھ۔

اسی طرح میں حضرت ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بھی بے حد تعاون فرمایا۔ وقت پر مبلغین کرام کے فتح پور پہنچنے کا انتظام فرمایا۔ جبکہ لٹریچر کے بارہ میں اطلاع کافی دیر سے دی گئی تھی۔ اور کانفرنس کے لئے پوری پوری مدد فرمائی۔

قارئین کرام دُعا فرماویں کہ مولا کریم ہماری ان حقیر مساعی کو قبول فرماوے اور آئندہ بھی ہم سب کو بہتر رنگ میں خدمتِ اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس کانفرنس کے مفید اثرات مرتب ہوں۔ اور سعید ارواح احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف کھنچی چلی آئیں تا ساری دنیا حضرت نبیٔ عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کر کے فلاحِ دارین حاصل کرے آمین ٭

# چندہ جلسہ سالانہ

## جلسہ سالانہ سے قبل اس کی سو فیصدی ادائیگی کی جانی ضروری ہے

جلسہ سالانہ کے بابرکت ایام میں اب صرف دو ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ امید ہے کہ احبابِ جماعت اس میں شرکت کے لئے تیاری کر رہے ہوں گے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اس روحانی اجتماع میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اُن برکات سے وافر حصہ پانے کی سعادت بخشے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک سے جاری ہے اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ مقرر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہُ کے ارشاد کی تعمیل میں اس چندہ کی سو فیصدی وصولی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی ازبس ضروری ہے۔ تاکہ جلسہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بر وقت سہولت کے ساتھ ہو سکے۔

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی چند جماعتوں نے تاحال اس چندہ کی ادائیگی کی طرف کماحقہ، توجہ نہیں دی۔ اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی طرف سے ان مد میں ابھی تک کوئی رقم وصول نہیں ہوئی۔

لہٰذا جملہ احباب جماعت و عہدیدارانِ مال و مبلغین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی طرف خاص توجّہ دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے تمام احباب جماعت کو اس چندہ کی جلد از جلد سو فیصدی ادائیگی کی توفیق بخشے آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

# احمدیت بجواب قادیانیت

## بقیہ صفحہ (۶)

(ب) "میری پیدائش کا مہینہ پھاگن تھا۔ چاند کی چودھویں تاریخ تھی جمعہ کا دن تھا۔ اور پچھلی رات کا وقت تھا"

(ذکر حبیبؑ صفحہ ۲۳۸-۲۳۹)

ان ایام کو جنتری میں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہ پھاگن میں چاند کی چودھویں تاریخ صرف دو سالوں میں آتی ہے۔ اوّل ۱۷ر فروری ۱۸۳۲ء میں اور دوسری ۱۳ر فروری ۱۸۳۵ء میں یعنی ۱۴ر شوال ۱۲۵۰ھ میں۔

اب ان تاریخوں میں سے اصل تاریخ کی تعیین اس طرح ہو جاتی ہے کہ حضورؑ فرماتے ہیں:-

"یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالےٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ۱۲۹۰ھ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۹۹)

اس وقت یعنی ۱۲۹۰ھ میں حضورؑ کی عمر کتنی تھی؟ فرماتے ہیں:-

"جب میری عمر ۴۰ برس تک پہنچی تو خدا تعالےٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا"

(تریاق القلوب ص ۶۸)

اس لحاظ سے آپ کا سن پیدائش ۱۲۵۰ھ ہوتا ہے۔ اور اس حساب سے آپ کی عمر کی تعیین ۱۳ر فروری ۱۸۳۵ء تا تاریخ وفات ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء سے کی جا سکتی ہے یہ کل ۷۴ سال ہوتے ہیں چونکہ اسلامی مہینے و سال عیسوی مہینوں و سالوں پر مقدم ہیں اسلئے دس دن فی سال کے حساب کے فرق کی وجہ سے الہامی میعاد پوری ہو جاتی ہے۔ اس حساب کی رُو سے حضرت اقدس کی وفات ۲۴ر ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ بمطابق ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی گویا آپ کی کل عمر ۷۵ سال ۶ ماہ اور دس دن ہوئی۔ اور یہ پیشگوئی کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ الہام کے ساتھ بتایا گیا تھا کہ عمر ۸۰ سال یا دو چار سال کم یا زیادہ ہوگی۔ سو اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق کہ

"تیری جان سلامت رہے گی اور میں دشمنوں کے بداراودں سے تجھے محفوظ رکھوں گا اور اُن کو ناکام کر دوں گا"

اور الہام وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کہ اللہ آپ کو دشمنوں کے قتل کے منصوبوں سے محفوظ رکھے گا۔ اور آپ کو خدمتِ اسلام کے لئے لمبی عمر عطا فرمائیگا۔ اور آپ کے وقت کو ضائع نہ ہونے دیگا۔ کے مطابق آنحضرت صلعم کی طرح دشمنوں کے قتل کی کوششوں سے محفوظ رکھ کر آپ سے سلوک کیا۔ اور خدمتِ اسلام کا عظیم الشان کام لیا۔ اور اسّی سے کچھ اُوپر کتب شائع کروا کر دُنیا پر اسلام کی دھاک بٹھا دی۔ اور کروڑوں اربوں دشمنوں کی آپ کے خلاف رات دن کی دعاؤں کو بیکار کر دیا۔ اور سینکڑوں ہزاروں کے ظالمانہ منصوبوں و اقدام قتل کی سازشوں میں ان کو ناکام و نامراد کرکے اس بات کا ثبوت دے دیا کہ اس کی معیت، نصرت، حمایت اور تائید آپ کے ساتھ ہے اور آپ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہیں جسے کوئی اکھیڑ نہیں سکتا۔ بلکہ وہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرکے تمام اکنافِ عالم پر چھا جانے اور اپنے آرام دہ سایہ اور مزیدار و لذیذ پھلوں سے دنیا کو متمتع کرنے والا ہے۔ اس کا اعتراف اب اغیار بھی کر رہے ہیں مگر افسوس ہے کہ مولوی ابو الحسن علی صاحب ندوی لکھنوی اسے دیکھ کر بھی اعتراف کرنے کی بجائے اس پر پردہ ڈالنے میں مصروف ہیں۔ دشمن حضورؑ کی ان عظیم الشان ترقیات کو دیکھ کر حسد کی آگ میں جل رہے ہیں اور غصّہ سے دانت پیس رہے ہیں۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ خدائی فیصلہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ہی غالب آتے ہیں۔

پس یہ تحقیق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے شائع کر دی ہوئی تھی اور مخالفین کے سامنے بار بار پیش کی جا چکی ہے ملاحظہ ہو پاکٹ بک وغیرہ اور مخالف لاجواب ہو چکے تھے۔ اگر جناب ندوی صاحب پورے لٹریچر کا مطالعہ کر لیتے اور اس توضیح کو بھی دیکھ لیتے تو اُن کو نہ تو اس بارے میں ٹھوکر لگتی اور نہ شرمندگی اٹھانی پڑتی۔ اگر انہوں نے اس تحقیق کے مطالعہ کے بعد بغیر اس پر تنقید کرنے کے اسے نظر انداز کرکے اعتراض جما دیا ہے تو یہ بھی ان کی شان کے صریح خلاف ہے۔ یہ امر ان کی تاریخی تحقیق کا پردہ چاک کرتا ہے۔ کسی سابق معترض کا اعتراض نقل کر دینا ان جیسے عالم کو زیب نہیں دیتا۔

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے نظیر معجزات بقیہ اداریہ ص (۲)

مسلمانوں کو ان لوگوں کی وسوسہ اندازی سے ہوشیار ہو جانے کی ضرورت ہے۔ اُن کا فرض ہے کہ وقت کی قدر پہچانیں۔ اور دیکھیں کہ خدا تعالےٰ نے کس طرح عین ضرورت کے وقت دین اسلام کی حمایت اور حملہ آوروں کے شدید حملوں سے بچانے کے لئے حامیٔ دینِ متین کو بھیج دیا جس نے آ کر صورتِ حال ہی بدل دی۔ اور اس حقیقت کا واشگاف الفاظ میں اعلان کیا کہ:-

"ایک وہ زمانہ تھا کہ پادری لوگ محض اپنے تعصّب سے یہ بکواس کرتے تھے کہ قرآن شریف میں کوئی پیشگوئی نہیں اور علماءِ اسلام جواب تو دیتے تھے مگر سچ بات تو یہ ہے کہ پیشگوئیوں اور خوارق کے منکر کا جواب دینا اس شخص کا کام ہے جو پیشگوئی دکھلا بھی سکے۔ ورنہ محض باتوں سے یہ تنازعہ فیصلہ پاتا نہیں۔ پس جب کہ پادریوں کی تکذیب انتہا تک پہنچ گئی تو خدا نے حجت محمدیہ پوری کرنے کے لئے مجھے بھیجا۔ اب کہاں ہیں پادری تا میرے مقابل پر آویں۔ میں بے وقت نہیں آیا۔ میں اس وقت آیا جبکہ اِسلام عیسائیوں کے پیروں کے نیچے کچلا گیا۔ اے آنکھوں کے اندھو! تمہیں سچائی کا مخالف بننا کس نے سکھلایا؟ دین تباہ ہو گیا اور بیرونی حملوں اور اندرونی بدعات نے تمام اعضاء دین کے زخمی کر دیئے۔ اور صدی میں سے بھی تیئیس ۲۳ برس گزر گئے بلہ اور کئی لاکھ مسلمان مرتد ہو کر خدا اور رسول کے دشمن ہو گئے۔ مگر تم کہتے ہو کہ اس وقت کوئی خدا کی طرف سے تو نہیں مگر دجّال آیا۔ بھلا اب کوئی پادری تو میرے سامنے لاؤ۔ جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی پیشگوئی نہیں کی۔ یاد رکھو کہ وہ زمانہ مجھ سے پہلے ہی گزر گیا۔ اب وہ زمانہ آ گیا ہے جس میں خدا یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ وہ رسُول محمد عربی جس کو گالیاں دی گئی تھیں۔ جس کے نام کی بے عزّتی کی گئی۔ جس کی تکذیب میں بدقسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اس زمانہ میں لکھ کر شائع کر دیں۔ وہی سچّا اور سچّوں کا سردار ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۳)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ وَعَلٰی اَتْبَاعِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

لہ اب تو صدی بھی تمام ہونے کو آئی صرف چند سال باقی ہیں۔ (بدر)

# فہرست معتکفین قادیان

قادیان ۳۰ر اخاء (اکتوبر)۔ امسال رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مقامی مرکزی مساجد میں مندرجہ ذیل دوست اعتکاف کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اسے قبول فرمائے آمین۔

### مسجد مبارک:-

۱۔ مکرم و محترم بھائی الٰہ دین صاحب امیر معتکفین
۲۔ " چوہدری عبد القدیر صاحب نائب امیر
۳۔ " " سعید احمد صاحب بی۔ اے۔ آنرز
۴۔ " محمد حمید اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی (حیدر آباد)
۵۔ " بھائی عبد الرحیم صاحب دیانت۔
۶۔ " عبد القادر صاحب اعوان
۷۔ " عبد الرشید صاحب نیاز
۸۔ " مشرف خان صاحب۔
۹۔ " عبد الکریم صاحب ناصر آبادی۔
۱۰۔ مکرمہ صدیقہ الٰہ دین صاحبہ آف سکندر آباد
۱۱۔ " زہرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم فضل الٰہی خان صاحب
۱۲۔ " اہلیہ صاحبہ مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی۔
۱۳۔ " معراج سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم بدر الدین صاحب عامل

### مسجد اقصےٰ:-

۱۔ مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر امیر معتکفین
۲۔ " " محمد انعام صاحب غوری نائب امیر
۳۔ " بابا حاجی خدا بخش صاحب۔
۴۔ " چوہدری سردار محمد خان صاحب۔
۵۔ " مولوی جاوید اقبال اختر " "
۶۔ " بشارت احمد صاحب محمود " "
۷۔ " محمد حمید صاحب کوثر " "
۸۔ " نور الاسلام صاحب " "
۹۔ " عنایت اللہ صاحب " "
۱۰۔ " محمد عمر صاحب " "
۱۱۔ " منیر احمد صاحب خادم " "
۱۲۔ " محمد ایوب صاحب ساجد " "
۱۳۔ " عبد الحافظ صاحب آف ہبلی۔

# نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی بابرکت تحریک

جن مخلصین نے نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی بابرکت تحریک میں اپنے مخلصانہ وعدہ جات فرمائے ہیں ان میں سے بعض احباب کی طرف سے اس مد میں کوئی رقم تاحال وصول نہیں ہوئی۔ اور بعض احباب کی طرف سے اپنے وعدہ کے مقابل پر وصولی بہت ہی کم ہوئی ہے۔ اس صورت میں ایسے احباب کے لئے میعادِ مقررہ تک جو اکتوبر ۷۲ء میں ختم ہو جاتی ہے اپنے وعدہ کی کل رقم ادا کرنی مشکل ہو جائے گی۔

ایسے مخلصین بھی ہیں جنہوں نے اپنے پیارے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے یا تو کل رقم یکمشت ادا کر دی یا پھر تھوڑی مدت بعد میں۔ اکثر جماعتوں کے سیکرٹریان مال کی خدمت میں بھی وعدہ کنندگان کا حساب بھجوایا جا چکا ہے۔ اس لئے احباب کوشش فرمائیں کہ ابھی سے ماہوار اقساط کی صورت میں ادائیگی شروع کر دی جائے تا کہ میعادِ مقررہ تک اپنے وعدہ کا کل رقم آسانی سے ادا کر سکیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

# ساری جماعت کی نمائندگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

"کچھ ایسے دوست بھی ہیں جنہوں نے ایک مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لئے دنیا سے منہ موڑ لیا ہے۔ درویشانِ قادیان جو اپنے ذریعہ معاش کے انتخاب میں آپ کی طرح آزاد نہیں جن کا میدانِ عمل قادیان کی مختصر سی بستی تک محدود ہے۔ وہ وہاں صرف اپنی نہیں ساری جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ ہمارے دل اُن کے لئے محبت و احترام کے جذبات سے مملو ہیں۔ ہم ان کے احسان مند ہیں کہ انہوں نے ہم سب کی نمائندگی کرتے ہوئے اس فریضہ کی ادائیگی میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے۔ اور دنیا سے مُنہ موڑ لیا ہے۔ دنیا باوجود اپنی وسعتوں کے ان کے لئے محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ ان کے ذرائع معاش محدود ہیں مگر ضروریاتِ انسانی ہم جیسی ہی ہیں۔

پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ ہم ان کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر مقدم رکھیں۔"

ناظر بیت المال آمد قادیان

# امتحان کتب سلسلہ کی تاریخ میں تبدیلی

قبل ازیں امتحان کتاب "سیرت طیبہ مع ضمیمہ درِ منثور" کے تعلق میں اعلان کیا جا چکا ہے کہ ۲۹ اخاء بروز اتوار ہوگا۔ لیکن رمضان المبارک اور احبابِ جماعت کی خواہش کے پیشِ نظر اب یہ امتحان مورخہ ۱۲ نبوت (نومبر) بروز اتوار منعقد ہوگا۔ جملہ احبابِ جماعت مطلع رہیں۔ اور اس کے مطابق تیاری کر لیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

# ولادت

مکرم محمد عبد الغنی صاحب چنتہ کنٹہ کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطاء فرمایا ہے احبابِ کرام دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و تندرستی کی لمبی عمر عطاء فرمائے۔ نیک صالح اور خادمِ دین بنائے۔ موصوف نے اس خوشی میں مبلغ دس روپے اعانتِ بدر اور مبلغ بیس روپے درویش فنڈ میں عنایت فرمائے ہیں جزاہ اللہ تعالیٰ۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

**درخواستِ دعا** مکرم انوار محمد صاحب راٹھ کی طبیعت کچھ دنوں سے قے وغیرہ ہو جانے کے باعث زیادہ خراب ہو گئی ہے قدرے افاقہ ہے مکمل شفایابی کے لئے احبابِ جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ (خاکسار فتح محمد نانبائی درویش)

# زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

# صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا اور معمولی سا حکم معلوم ہوتا ہے۔ مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ اُن کا ادا کرنا خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور نہ ادا کرنا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس قسم کی اسلامی حکموں سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے جو کہ تمام مسلمانوں پر مرد ہوں یا عورتیں اور بچے خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے۔ جو شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو تو اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مربی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے۔ بلکہ معتبر روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غلام اور نوزائیدہ بچوں پر صدقۃ الفطر فرض ہے۔ اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کے لئے ایک صاع عربی پیمانہ مقرر کی ہے جو کہ کم و بیش اڑھائی (۲½) سیر ہوتا ہے۔ سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اَولیٰ ہے۔ البتہ جو شخص سالم صاع ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ نصف صاع بھی ادا کر سکتا ہے۔ چونکہ آج کل صدقۃ الفطر نقدی کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔ اس لئے جماعتیں غلہ کے مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔

صدقۃ الفطر کی ادائیگی عید سے کم از کم پانچ روز پہلے ہو جانی چاہیئے تاکہ بیواؤں اور یتیموں کی اس رقم سے طعام اور لباس کے لئے بروقت ادا کی جا سکے۔ یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ لیکن جن جماعتوں میں صدقۃ الفطر کے مستحق لوگ نہ ہوں تو ایسی تمام رقوم مرکز میں بھجوا دینی چاہئیں۔ یاد رہے کہ صدقۃ الفطر سے دیگر مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔

قادیان کے اردگرد غلہ کی اوسط قیمت کے مطابق ایک صاع کی قیمت ۲/- روپے بنتی ہے۔ پس یہاں کے لئے فطرانہ کی پوری شرح مبلغ دو روپے مقرر کی گئی ہے۔

# عید فنڈ

نیز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے ہر کمانے والے فرد کے لئے کم از کم ایک روپیہ فی کس کی شرح سے عید فنڈ مقرر ہے۔ اسلئے احباب اس مد میں بھی زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ اس مد میں وصول ہونے والی ساری رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے جملہ احبابِ جماعت کو ان ضروری فریضوں کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

# درخواست ہائے دُعا

(۱) — خاکسار کی اہلیہ اولاد کی خاطر یہاں کے ایک ڈاکٹر ماہر گائینو کولوجسٹ کے زیر علاج ہیں۔ اب ڈاکٹر آخری کوشش کی بنا پر ۱۹ اکتوبر کو ہوسپٹل میں داخلہ لینے والا ہے۔ یہ سب تدبیر کی خاطر کر رہا ہوں ورنہ خدائے رحیم و کریم کے ہی ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ جملہ احبابِ جماعت و بزرگانِ سلسلہ اور درویشانِ قادیان سے اس تدبیر میں نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں اولادِ نرینہ سے نوازے آمین۔

خاکسار محمد عبد الرب (بھدرکی)

(۲) — مکرم حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری حال مہاجر قادیان نے اپنے فرزند عزیز محمد حنیف صاحب کی شادی کے بعد اُن کے بخیریت واپس لنڈن پہنچ جانے کی اطلاع آنے پر مبلغ دس روپے کی رقم اعانتِ اخبار بدر میں ادا فرماتے ہوئے اپنے بچے کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ سلسلہ کی توفیق پانے اور اس شادی کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست کی ہے۔ ان کے لڑکے عزیز محمد حنیف صاحب کی شادی مورخہ ۷ ستمبر ۷۲ء کو مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز کی دختر عزیزہ نجمہ پروین کے ساتھ ہوئی تھی۔ جس کی خبر پہلے اخبار میں شائع ہو چکی ہے۔ مینیجر اخبار بدر قادیان۔

(۳) — میرے والدِ محترم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی آف ڈوڈہ ایک عرصہ سے بعض پریشانیوں میں مبتلا ہیں نیز اکثر بیمار رہتے ہیں ان کی کامل شفایابی اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے جملہ احبابِ کرام سے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: امۃ النعیم بشیر قادیان

# بعض لوگ کہتے ہیں کہ روزہ رکھنے سے ہمیں ضعف ہو جاتا ہے اس لئے ہم روزہ نہیں رکھتے

## مگر یہ عذر صحیح نہیں ہے، روزہ کی تو غرض ہی یہ ہے کہ کمزوری کو برداشت کرنے کی عادت پڑ جائے

(رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

"ایک طرف تو مسلمانوں میں ایسے لوگ ہیں جو روزہ کے بارے میں سختی کرتے ہیں اور دوسری طرف ایسے لوگ ہیں جو روزوں کی ضرورت ہی کے قائل نہیں۔ بالخصوص تعلیم یافتہ طبقہ اسی خیال کا ہے۔ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مَیں نے اخبارات میں پڑھا تھا کہ ایک شخص ٹرکی یا مصر سے یہاں آیا۔ وہ تقریریں کرتا پھرتا تھا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس زمانہ میں ضرور روزہ کی شکل بدل دیتے۔ اس لئے ہمیں بھی بدل دینی چاہیئے۔ کیونکہ وہ زمانہ اَور تھا اور یہ اَور ہے۔ اور اس کی صورت وہ یہ پیش کرتا تھا کہ روزہ کی حالت میں روٹی نہ کھائی جائے بلکہ صرف کچھ کیک اور بسکٹ وغیرہ کھا لیے جائیں۔ غرض ایک طبقہ افراط کی طرف چلا گیا ہے تو دوسرا تفریط کی طرف۔ حالانکہ اسلام ایک وسطی مذہب ہے اور وہ جہاں بیمار اور مسافر کو اجازت دیتا ہے کہ وہ بیماری اور سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھیں وہاں ہر بالغ اور باصحت مسلمان پر یہ واجب قرار دیتا ہے کہ وہ رمضان کے روزے رکھے اور ان مبارک ایام کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تسبیح وتحمید اور قرآن کریم کی تلاوت اور دعاؤں اور ذکر الٰہی میں بسر کرے تاکہ اُسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔

بہرحال روزہ کے بارہ میں شریعت نے نہایت تاکید کی ہے اور جہاں اس کے متعلق حد سے زیادہ تشدد ناجائز ہے وہاں حد سے زیادہ نرمی بھی ناجائز ہے۔ پس نہ تو اتنی سختی کرنی چاہیئے کہ جان تک چلی جائے اور نہ اتنی نرمی اختیار کرنی چاہیئے کہ شریعت کے احکام کی ہتک ہو۔ اور ذمہ داری کو بہانوں سے ٹال دیا جائے۔ مَیں نے دیکھا ہے کئی لوگ محض کمزوری کے بہانہ کی وجہ سے روزے نہیں رکھتے اور بعض تو کہہ دیتے ہیں کہ اگر روزہ رکھا جائے تو پیچش ہو جاتی ہے۔ حالانکہ روزہ چھوڑنے کے لئے یہ کوئی کافی وجہ نہیں۔ کہ پیچش ہو جایا کرتی ہے جب تک پیچش نہ ہو انسان کے لئے روزہ رکھنا ضروری ہے۔ جب پیچش ہو جائے تو پھر بے شک چھوڑ دے۔ اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں روزہ رکھنے سے ضعف ہو جاتا ہے مگر یہ بھی کوئی دلیل نہیں۔ صرف اُس ضعف کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز ہے جس میں ڈاکٹر روزہ رکھنے سے منع کرے، ورنہ یوں تو بعض لوگ ہمیشہ ہی کمزور رہتے ہیں تو کیا وہ کبھی بھی روزہ نہ رکھیں میں اڑھائی تین سال کا تھا جب مجھے کالی کھانسی ہوئی تھی اسی وقت سے میری صحت خراب ہے اگر ایسے ضعف کو بہانہ بنانا جائز ہوتو میرے لئے تو شاید ساری عمر میں ایک روزہ بھی رکھنے کا موقعہ نہیں تھا۔ ضعف وغیرہ جسے روزہ چھوڑنے کا بہانہ بنایا جاتا ہے۔ اسی کی برداشت کی عادت ڈالنے کے لئے تو روزہ رکھایا جاتا ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے قرآن کریم میں آتا ہے کہ نماز بدی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔ اس پر کوئی شخص کہے کہ مَیں نماز اس لئے نہیں پڑھتا کہ اس کی وجہ سے بدی کرنے سے رُک جاتا ہوں۔ پس روزہ کی تو غرض ہی یہ ہے کہ کمزوری کو برداشت کرنے کی عادت پیدا ہو۔ ورنہ یوں تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ مَیں اس لئے روزہ نہیں رکھتا کہ مجھے بھوک اور پیاس کی تکلیف ہوتی ہے۔ حالانکہ اس قسم کی تکالیف کی برداشت کی عادت پیدا کرنے ہی کے لئے روزہ مقرر کیا گیا ہے۔ جو شخص روزہ رکھے کیا وہ چاہتا ہے کہ فرشتے سارا دن اس کے پیٹ میں کباب ٹھونستے رہیں۔ وہ جب بھی روزہ رکھے گا اُسے بھوک اور پیاس ضرور برداشت کرنی پڑے گی اور کچھ ضعف بھی ضرور ہوگا۔ اور اسی کمزوری اور ضعف کو برداشت کرنے کی عادت پیدا کرنے کے لئے روزہ رکھایا جاتا ہے۔"

(تفسیر کبیر سورہ بقرہ۔ صفحہ ۳۸۶-۳۸۷)

## اعلانات نکاح

(۱) مورخہ ۲۰ر اکتوبر ۷۲ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز فجر مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہ اللہ تعالےٰ نے عزیز عبدالمنان ولد عبدالسبحان صاحب ساکن حیدرآباد کے نکاح کا ہمراہ عزیزہ امۃ القدوس بنت عبدالکریم صاحب نور ساکن دیودرگ۔ بعوض حق مہر بارہ سو روپے کا اعلان فرمایا۔ احباب کرام دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین اور سلسلہ کے لئے بابرکت بنائے آمین۔

خاکسار: احمد حسین درویش۔ دارالمسیح قادیان۔

(۲) قادیان ۳۰ر اخاء مطابق ۲۱ر رمضان المبارک بروز دوشنبہ بعد نماز فجر مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ نے محترم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل سابق مبلغ بلاد عربیہ حال مقیم کلکتہ کی دختر عزیزی نعیمہ طاہرہ سلّمہا ایم۔اے۔ بی۔ٹی۔ کے نکاح ہمراہ عزیز محمد بشیر عالم صاحب بی۔ایس۔سی پسر مکرم سید محمد عاشق حسین صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ خانپور ملکی۔ حال مقیم شاہی منزل بھاگلپور سٹی۔ بعوض چار ہزار روپیہ حق مہر کا اعلان فرمایا۔ اللہ تعالےٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب صد خیر و برکت بنائے اور مثمر ثمرات حسنہ فرمائے۔ اس خوشی میں مکرم میں سید محمد عاشق حسین صاحب نے مبلغ دس روپے اعانت بدر میں ادا فرمائے ہیں۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ

خاکسار: چوہدری عبدالقدیر درویش قادیان

## شاندار اعزاز

میری بھتیجی عزیزہ بجمی خالدہ قریشی نے میڈیکل فائینل ایر میں اپنی شاندار ٹاپک پر گولڈ میڈل اور امتیاز (Dissection) پر اعزازی تمغہ حاصل کیا ہے۔ آخر نومبر میں عزیزہ کا فائینل امتحان ہے تمام احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان کی خدمت میں عزیزہ کی اعلیٰ کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اس خوشی میں عزیزہ موصوفہ نے مبلغ پانچ روپے شکرانہ فنڈ میں اور ان کی والدہ صاحبہ نے مبلغ دس روپے کسی مستحق کے نام ایک پرچہ بدر جاری کرنے کیلئے ارسال کئے ہیں۔ خاکسار۔ (ڈاکٹر) محمد عابد قریشی ایم۔بی۔بی۔ایس۔ شاہجہانپور۔

## دعائے مغفرت

خاکسار کی خوش دامن صاحبہ مورخہ ۷ر اگست ۷۲ء کو وفات پا گئی ہیں۔ احباب جماعت سے اُن کی مغفرت اور جنت الفردوس میں مقام پانے کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار نے پانچ روپیہ اعانت بدر میں اور پانچ روپے درویش فنڈ میں ادا کئے ہیں۔

خاکسار محمد شمس الحق۔ پینکال (اڑیسہ)

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ ۱۲

کھوہرنیدس اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔

Azad TRADING CORPORATION, 58/1 PHEARS LANE CALCUTTA-12.

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کارکے

ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" فون نمبر 23-1652 23-5222